ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم (القرآن الکریم)

عظمتِ قرآنِ کریم
اور
ردِّ مستشرقین

تالیف

مفتی ندیم بن صدیق اسلمی
سرپرست اعلیٰ ادارہ سراج منیر پاکستان
و لیکچرار یونیورسٹی آف گجرات

سراجِ منیر پبلیکیشنز ادارہ سراجِ منیر پاکستان

ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم (القرآن الکریم)

عظمتِ قرآنِ کریم

اور

ردِ مستشرقین

مفتی ندیم بن صدیق اسلمی

فاضل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

سرپرست اعلیٰ ادارہ سراج منیر پاکستان

ادارہ سراجِ منیر پاکستان
سراجِ منیر پبلیکیشنز

فہرست

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ۔ (صحیح مسلم)

’’اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بامِ عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا‘‘.

☆☆☆

نام کتاب: عظمت قرآن کریم اور رد مستشرقین

تصنیف: مفتی ندیم بن صدیق اسلمی

اشاعت: جولائی، 2014

تعداد: 1100

ہدیہ: 100

☆☆☆

منشور ادارہ سراج منیر پاکستان

اشاعت اسلام اصلاح معاشرہ خدمات خلق

الانتساب

اس کتاب کو ہادی کائنات، رہبر کائنات، سرُ ورو سرور کائنات

قائد الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین، وسیلہ نجات حضرت سیدنا

محمد کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کے اسم مبارک سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جنہوں نے کلام اللہ یعنی قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلق خدا کی طرف پہنچانے کا صحیح حق ادا کیا

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس مشن کو ہر جگہ پہنچانے کی توفیق مرحمت فرمائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور قرآن کریم کے وسیلہ سے اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

عاجز فقیر ندیم بن صدیق اسلمی
سرپرست اعلیٰ ادارہ سراج منیر پاکستان
بمقام جھیورانوالی، گجرات، پاکستان

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا رحمۃ للعلمین وعلی آلہ و اصحابہ الھادین المھدیین اجمعین۔

اما بعد

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق ومالک ہے وہی ہر چیز کو درجہ بدرجہ منتہائے کمال تک پہنچانے والا، نظام کائنات کو احسن طریقہ سے چلانے والا، جس کے معاملات عقل انسانی سے ماوراء ہیں وہ ازل سے ابد تک ہے، اس صفت سے اور کوئی متصف نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے عہد مبارک سے آج تک نسل انسانی کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری ہے کسی کو بھی بقاء نہیں کوئی قدیم ولازوال نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا ہے کہ جو تخلیق کائنات سے اختتام کائنات تک موجود رہے اگر موجود ہے تو وہ اللہ کے حکم سے کائنات ہے نہ کہ انسان اس لیے اس کائنات کو پیدا کرنے والا ہی ابتداء و اختتام کائنات سے آگاہ ہے اور یہ سارے معاملات اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں اس کے حکم سے باہر نہیں۔ اس لیے کائنات کا نظام وہ ہی ہستی چلاسکتی ہے جو ازل سے ابد تک ہے اور لازوال ہے لیکن جسے زوال ہے اور ازل وابد سے اس کی وابستگی نہیں وہ کیسے نظام کائنات کو چلا سکے گا اس لیے یہ لازم وضروری ٹھہرا کہ کائنات کا نظام ذات باری تعالیٰ کے کنٹرول میں ہے، پھر تو ظاہر ہے کہ کائنات جس کے کنٹرول میں ہے وہی اس کے لیے قوانین وضع کرے، ان تمام تر معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کائناتی نظام کے اجراء کے لیے کتاب قانون

نازل فرمائی تا کہ لوگ اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکیں۔ زیر نظر کتاب میں ہم نے اس کتاب کا تعارف اور عظمت بیان کی ہے نیز چند ایسے عناصر جو صداقت و عظمت قرآن کے قائل نہیں اور بے جا اعتراضات کیے جا رہے ہیں ان کے اعتراضات کا جائزہ لے کر مختصر مگر دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں اس کتاب کا نام " **عظمت قرآن کریم اور رد مستشرقین**" رکھا ہے۔ اس کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ایک میں فضائل قرآن کا بیان ہے اور دوسرے باب میں مستشرقین کے اعتراضات کی تردید کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔ اور فقیر اسلمی کے لیے ذریعہ نجات و قرآن کریم کی جناب میں قابل شفاعت بنائے۔

آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم وماتوفیقی الا باللہ العلی العزیز۔

فقیر عاجز ندیم بن صدیق اسلمی جھیورانوالی
فاضل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد
بانی ادارہ سراج منیر پاکستان

باب اول: قرآن کریم کا تعارف اور فضائل و عظمت

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق تک احکامات پہنچانے کے لیے جن ذرائع کا استعمال کیا ہے ان میں انبیائے کرام علیہم السلام اور ان پر نازل ہونے والے صحائف، زبور، تورات وانجیل اور قرآن کریم شامل ہیں، اللہ رب العزت نے انبیائے کرام علیہم السلام کو وقت کی ضرورت کے مطابق مبعوث فرمایا کبھی ایک وقت میں تین اور کبھی دو اور کبھی ایک نبی کی بعثت ہوئی جس طرح حضرت شعیب و موسی اور ہارون علیہم السلام کو ایک وقت میں اور داؤد وسلیمان علیہم السلام کو ایک وقت میں اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک وقت میں، پھر اس نے ان کتب کی تفہیم کے لیے بطور معلم انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، تمام صحائف اور کتب کے نزول کے بعد قیامت تک کے لیے قرآن کریم کو آخری کتاب کے طور پر آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا جس کو تِبیَاناً لِکُلِّ شَیءٍ ، وَ لَا رَطبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ، وَ کُلَّ شَيءٍ فَصَّلْنَاہُ تَفْصِیلًا کے لقب سے ملقب فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ منزل من اللہ کتاب یعنی قرآن کریم کے بعد کسی اور آسمانی کتاب کی بالکل ضرورت نہیں کیونکہ اس کو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کی مہر کے ساتھ کامل و مکمل قرار دے دیا گیا ہے جو شفا، نور، محافظ اور نجات بھی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت بھی، جو رہبر و راہنما بھی ہے اور قانون و احکامات کا انسائیکلو پیڈیا بھی، جو جامع و کامل اور عالمگیر و ہمہ گیر بھی ہے، جو متواتر ولازوال اور شکوک وشبہات سے بالاتر اور منزاومبرا بھی ہے، جو اپنی ذات کے اعتبار سے قدیم

اور ہر دور کے اعتبار سے جدید بھی ہے، قرآن کریم یقینی طور پر ایک ایسی کتاب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں جس کی کوئی مثل نہیں جس کی تعلیمات ہر نئے دور کا تحفہ ہیں قرآن کریم کے ذریعے سے اقوام کو عروج ملتا رہا، قرآن کریم ایک نظریہ ہے، سوچ ہے، فکر ہے اور اس کائنات کو پیدا کرنے والی ذات کے ارادہ مبارکہ کا ترجمان ہے

ذیل میں قرآن کریم کی تعریف، فضائل اور خصوصیات ذکر کی جاتی ہیں جبکہ آخر میں مستشرقین اور ان کے قرآن کریم پر بعض اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

قرآن کی تعریف

قرآن ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نقل متواتر کے ساتھ کسی قسم کے شک وشبہ کے بغیر نازل ہوئی جو دوگتوں میں موجود الحمد سے والناس تک محفوظ و مامون ہے جس میں قیامت تک تبدیلی کا شائبہ بھی موجود نہیں ہے۔

فضائل وعظمتِ قرآن کریم

قرآن کریم بہت زیادہ فضیلت وعظمت اور رفعت ومنزلت کی حامل کتاب ہے جس کی افضلیت پر جامع دلیل یہ ہے کہ یہ وحی کے ذریعے نازل کیا گیا اور تا قیامت تحریف وتبدل سے محفوظ کرلیا گیا، اس کو تمام علوم کا جامع قرار دے کر ہر زمانہ کے لیے کافی قرار دے دیا گیا۔ قرآن کریم کے فضائل اور عظمت کو ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

فضائل وعظمت قرآن کریم، قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے کتابِ لاریب کو بہت سے القابات سے نوازا، کیوں کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا نعم البدل نہیں، مثل ومثال نہیں، یہ کتاب کامل واکمل ومکمل، جامع وہمہ گیر وعالمگیر ہے، جو شفاء، ہدایت، رحمت، خوشخبری، پیغام خداوندی، محفوظ ومامون، حسین وجمیل، مقدس ومبارک اور حکمتوں سے معمور کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب کے ذریعے اس کی عظمت و رفعت کو واضح و بیان فرمادیا ہے۔ ذیل میں عظمت قرآن کریم پر آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمایے:

قرآن کریم شفاء، ہدایت اور رحمت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۔ (یونس: ۵۷)

ترجمہ: اے لوگو: تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی، اور جو (مرض) تمہارے سینوں میں ہے اس کے لیے شفاء وہدایت اور مؤمنین کے لیے رحمت ہے۔

قرآن کریم ہر چیز کا بیان، ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ۔ (النحل: ۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر وہ کتاب نازل کی جو ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت اور خوشخبری ہے۔

تمام کتب سماویہ سے حسین اور دل ودماغ کی گرہیں کھولنے والا کلام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ۔ (الزمر: ٢٣)

ترجمہ: اللہ نے انتہائی اچھی بات نازل فرمائی، ایسی کتاب جو آپس میں ملتی جلتی، (ایسی آیات) جو بار بار دہرائی جانے والی ہیں، اس سے ان لوگوں کی جلدوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے، جس کے ساتھ وہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر چلاتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے کوئی سیدھی راہ چلانے والا نہیں۔

کتاب مقدس

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۔ (ص: ۲۹)

ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف برکت والی کتاب نازل کی تاکہ صاحبان عقل و دانش اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔

تاریکیوں سے نکالنے والا نور

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (15) يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۔ (المائدۃ:15،16)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو سلامتی کے ساتھ اللہ کی مرضی پر چلا اور انہیں اپنے حکم سے اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے،

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۔ (النساء:174)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل اور کھلا نور آ گیا۔

عالیٰ شان پیغام

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ۔لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۔ یس: 70،69

اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ۔کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے۔

قرآن کریم پر تاثیر کتاب

»اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ « [8-الانفال:2-4] ،مومنین کے ہاں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر قرآن کریم کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں“۔

ایک اور آیت میں ہے :

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا « [25-الفرقان:73] اور جب ان کے سامنے ان کے رب کی آیات ذکر کی جاتی ہیں تو وہ بہرے واندھوں کی طرح غیر متوجہ نہیں ہوتے ۔یعنی ان کا دل اس کتاب لاریب کی تاثیر میں مگن ہوتا ہے۔

پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی سچی کتاب

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ} [المائدۃ: 48

اور ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب نازل فرمائی جو پہلی کتب کی تصدیق کرنے والی اور وہ اس پر نگہبان ہے۔

مذکور بالا تمام آیات بینات سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم جیسی کوئی کتاب اس دنیا میں موجود نہیں، نہ ہی کوئی اس کی مثل ومثال ہے۔ یہ تو پہلی تمام کتب کی تصدیق کرنے والی، بڑا واضح پیغام بنام مخلوق خدا ہے، جو تاریکیوں سے نکالنے، دل ودماغ کو کھولنے، اور شفاء بخشنے والی عظیم الشان ومقدس کتاب ہے۔ جس کے عالی مرتبت اور وسیع الاحکام ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں۔ یہ وہی کتاب لاریب ہے جس سے اقوام کو عروج وزوال ملتا ہے۔ اگر وہ اس کے مطابق زندگی گذاریں تو عروج بصورت دیگر زوال لازمی ہے۔

قرآن ہدایت ہے، قرآن نور ہے، قرآن کلام الہٰی ہے، قرآن رہبر ہے، قرآن رہنما ہے، قرآن امام ہے، قرآن بے مثل وبے مثال ہے۔

اللہ کریم ہمیں فیضان قرآن کریم سے مستفیض فرمائیں۔

آمین یا رب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

فضائل قرآن: احادیث مبارکہ کی روشنی میں

صاحب قرآن حضور رحمۃ للعلمین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم شافع، مشفع ،رہبر و رہنما، پہلی کتب کی تصدیق کرنے والا، مبارک کتاب، محبوب الٰہی، سید الکلام، خیر الکلام، ستھرا کرنے، زنگ اتارنے، راہ دکھانے والا، شفاء، نور مبین اور اخروی کامیابی کا ضامن قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر قرآن کریم کی مثل کوئی کتاب نہیں اس حوالہ سے چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمایے

1۔قرآن بروز قیامت شفاعت کرے گا

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: »اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ۔

(صحیح مسلم ۱/۵۵۳) یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں: قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ بروز قیامت اپنے ساتھی (تلاوت کرنے والے) کی شفاعت کرے گا۔

2۔قرآن شافع اور قائد ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْقُرآنُ مُشَفَّع وَ مَاحِل مُصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهُ إِمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ و من جعلهخلف ظَهْرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ"۔(الصحیح لابن حبان 332/1)

شیخ شعیب ارناؤط نے کہا: اسنادہ جید۔تخریج الصحیح لابن حبان 1 / 332

ترجمہ: قرآن شفاعت کرنے والا اور شفاعت کی مقبولیت والا ہے جس نے اس کو اپنا قائد بنالیا اس کو جنت میں لے کر جائے گا اور جس نے اس کو پشت پیچھے چھوڑ دیا اس کو جہنم کی طرف چلادے گا۔

3۔قیامت کے روز قاری، عالم اور عامل قرآن کو نور کا تاج پہنایا جائے گا

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَتَعَلَّمَهُ وَعَمِلَ بِهِ أُلْبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجًا مِنْ نُورٍ ضَوْءُهُ مِثْلُ ضَوْءِ الشَّمْسِ، وَيُكْسَى وَالِدَيْهِ حُلَّتَانِ لَا يَقُومُ بِهِمَا الدُّنْيَا فَيَقُولَانِ: بِمَا كُسِينَا؟ فَيُقَالُ: بِأَخْذِ وَلَدِ كُمَا الْقُرْآنَ». (المستدرک للحاکم ۱/۷۶۵) امام

حاکم نے فرمایا: «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا، سیکھا، اور عمل کیا اس کو قیامت کے روز نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج جیسی ہو گی اور اس کے والدین کو دو زیورات پہنائے جائیں گے جن جیسا دنیا میں نہ تھا والدین کہیں گے ہمیں یہ کیوں پہنایا جارہا ہے تو انہیں کہا جائے گا تمہارے بچے کے قرآن کو سیکھنے کی وجہ سے پہنایا گیا ہے۔

4۔قرآن سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بہتر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔ (الصحیح للبخاری ۴/۱۹۱۹)

ترجمہ: تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

5۔کلام اللہ تمام کلاموں سے افضل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ.

(الجامع للترمذی ۵/۱۸۴) امام ترمذی نے فرمایا: ھذا حدیث حسن غریب۔

ترجمہ: رب تعالیٰ عزوجل فرماتے ہیں کہ جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے میں مشغول رکھا میں اس کو سارے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا اور اللہ تعالیٰ کا کلام باقی تمام کلاموں سے ایسے ہی افضل ہے جیسے اللہ تعالیٰ ساری مخلوق سے افضل ہے۔

6۔قرآن زندگی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ« ، قِيلَ: فَمَا جِلَاؤُهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: »تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ«۔

(مسند الشھاب ۲۹۰/۴)

ترجمہ: بے شک یہ دل لوہے کی طرح زنگ آلود ہیں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ کیسے ان کو زندہ کیا جا سکتا ہے فرمایا: قرآن کی تلاوت سے۔

7۔قرآن،شفا،نور،محافظ اور نجات ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللَّهِ فَاقْبَلُوا مِنْ مَأْدُبَتِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ حَبْلُ اللَّهِ، وَالنُّورُ الْمُبِينُ، وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ عِصْمَةٌ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِهِ، وَنَجَاةٌ لِمَنْ تَبِعَهُ۔

(المستدرک للحاکم 741/1، امام حاکم نے فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔ مصنف ابن ابی شیبة ۷/۱۶۵)

ترجمہ: یہ قرآن اللہ تعالی کا دستر خوان ہے تم اس کے دستر خوان سے اپنی طاقت کے مطابق قبول کرو، یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی، واضح نور، نفع دینے والی شفاء ،دامن تھامنے والوں کے لیے نگہبان اور اتباع کرنے والوں کے لیے نجات ہے

8۔قرآن فیضانِ ولایت کا سرچشمہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ « قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ هُمْ؟ قَالَ: » هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ، أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ .

(سنن ابن ماجة ۱/۷۸) علامہ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔تخریج ابن ماجہ۔

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ اللہ والے ہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہیں فرمایا: اہل قرآن، اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔

9۔قرآن سب سے بلند تر ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ۔

(صحیح مسلم ۴/۳۵۹) یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔

10۔تکالیف مصائب اور شیطان سے بچاؤ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ. (صحیح مسلم ۴/۱۸۲) یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

11۔دو آیتوں کا اجر دو انٹوں کے صدقہ سے بہتر ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَلَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ. (صحیح مسلم ۴/۲۲۹) یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی صبح سویرے مسجد جاتا ہے اور قرآن سیکھتا یا دو آیتیں تلاوت کرتا ہے تو یہ اس کے لیے دو اونٹ (صدقہ کرنے) سے بہتر ہے۔

12۔ قرآن کے بغیر سب کچھ ویران ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ القُرْآنِ كَالبَيْتِ الخَرِبِ.

(جامع ترمذی ۱۵/۱۷۷) امام ترمذی نے فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: جس کے سینے میں قرآن میں سے کچھ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

13۔ قرآن میں موجود دو نوروں کی بشارت

ایک فرشتہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہلی بار حاضر ہوا اور عرض کی:

أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ.

(صحیح مسلم 554/1، سنن النسائی ۵/۱۲) یہ حدیث صحیح ہے

۔ترجمہ: میں دو نوروں کی خوشخبری سنا رہا ہوں جو صرف آپ کو دیے گئے آپ سے پہلے کسی نبی کو نہ دیے گئے ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔

14۔ قرآن سے وابستہ شخص کے لیے جنت میں اعلیٰ مقام

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُقَالُ، يَعْنِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا.

(جامع ترمذی ۵/۱۷۸) امام ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: صاحب قرآن سے کہا جائے گا قرآن پڑھ، منزل طے کر، اور ایسے ترتیل

سے پڑھ جیسے تو دنیا میں پڑھتا تھا بے شک تیری منزل آخری آیت جو تو نے پڑھی ہوگی وہاں ہی ہوگی

15۔قرآن قرب خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ لَا تَرْجِعُونَ إِلَى اللَّهِ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ « - يَعْنِي الْقُرْآنَ-.»

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا سب سے افضل ذریعہ قرآن کریم ہے۔

(المستدرک لحاکم 741/1، وقال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔ (جامع ترمذی ۵/۱۷۷) امام ترمذی نے اس حدیث کو مرسل کہا جب کہ امام حاکم نے اس کے ارسال کو واضح کیا کہ جبیر بن نفیر نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس لیے امام حاکم کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے سو امام ترمذی کے قول "مرسل" کی وجہ سے اس حدیث کو ضعف کی طرف نہیں لے کر جایا جائے گا۔ بلکہ یہ حدیث صحیح قرار پائے گی۔)

16۔قرآن فیضان نبوت ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ، لَا يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ أَنْ يَجِدَّ مَعَ مَنْ جَدَّ، وَلَا يَجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهِلَ وَفِي جَوْفِهِ كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى۔

(المستدرک للحاکم ۱/۷۳۸)

امام حاکم نے فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اس نے فیضان نبوت حاصل کر لیا لیکن اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی اور صاحب قرآن کے لیے لڑنے والے کے ساتھ لڑائی اور جاہل کے ساتھ جہالت مناسب نہیں کیونکہ اس کے سینہ میں اللہ کا کلام ہے۔

مزید عظمت وفضائل قرآن کے مطالعہ کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ کیجیے:

فضائل القرآن: قاسم بن سلام الهروی۔

فضائل القرآن: يحيى الليثي۔

فضائل القرآن: جعفر بن محمد فریابی۔

فضائل القرآن: خلف البزار۔

فضائل القرآن: عبد الله بن سلیمان سجستانی۔

فضائل القرآن: علی غرناطی۔

فضائل القران: محمد بن عبد الواحد مقدسی۔

فضائل القرآن: احمد بن محمد الرازی۔

فضائل القرآن: امام نسائی صاحب السنن۔

فضائل القرآن: امام ابن کثیر۔

معرفة فضائل القرآن: ابن رجب الحنبلی۔

قرآن کریم کی امتیازی خصوصیات

1۔غیر مخلوق کلام

کلام اللہ بحیثیت کلام نفسی غیر مخلوق ہے، یہ کلام کسی بشر کا مکتوب یا مرتب کردہ نہیں، اس کا ہر حکم، ہر آیت اور ہر لفظ وحرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے قرآن کریم کے تمام الفاظ ومعانی کا اللہ تعالیٰ کے ارادہ مبارکہ سے ظہور ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت کسی بھی بشر کو دخل نہیں۔

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رسالت یہ ہے کہ آپ قرآن کے اپنی طرف سے مصنف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک پہنچانے والے ہیں)

بعض مستشرقین اور دیگر معاندین اسلام کا قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف قرار دینا مبنی بر جہالت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لقب امی سے ملقب کیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ۔ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو ایسے رسول کا اتباع کرتے ہیں جو امی لقب نبی ہیں جن کا ذکران کے ہاں تورات وانجیل میں موجود ہے۔

امی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پڑھا لکھا نہیں ہوتا اور یہاں امی سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی راہب یا پادری اور کافر سے علم حاصل نہیں کیا اور نہ ہی اس دنیا میں کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ

کے رب نے پڑھایا اور سکھایا ہے اہل دنیا سے عدم تعلم کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امی کہا گیا، لفظ امی اپنی ذات میں بہت معانی اور مفاہیم رکھتا ہے جس طرح کہ ام کا ایک معنی جڑ اور اصل ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر تخلیقی و تکنیکی و کائناتی معلومات و معاملات کی اصل اور بنیاد ہیں۔ یہاں پہلے معنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے امی کا معنی بیان کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ امی ایسے شخص کو کہا گیا ہے جو تحصیل علوم میں کسی انسان کا محتاج نہ ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے علم حاصل ہی نہیں کیا تو قرآن کریم کا بحیثیت کلام نفسی مخلوق ہونا ثابت ہی نہیں ہو سکتا اس لیے کلام اللہ (کلام نفسی) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب کر کے مخلوق قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ قرآن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ کسی انسان کا مکتوب و مرتب نہیں بلکہ خالق و مالک ارض و سماء کا کلام ہے جو تمام ترعیوب و نقائص سے پاک و مبرا ہے۔

2۔ منزل من اللہ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ دنیا کی عظیم ترین اور علمی وسعتوں کی حامل کتاب ہے قرآن کریم کا نزول بھی اس کا اعجاز ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے قرآن مجید کو لوح محفوظ میں جگہ دی فرمایا: "بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ" (الۡبُرُوجِ۔21 ترجمہ: بلکہ یہ قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔

پھر اسے آسمان دنیا پر یکبارگی میں اتارا، فرمایا: إِنَّاۤ أَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ [الدُّخَانِ: 3] اور پھر تدریجا رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا

اور مہر تکمیل ثبت کرتے ہوئے فرمایا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (المائدۃ: ۳) ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام پر راضی ہو گیا۔

روئے زمین پر ایسی کوئی کتاب نہیں جو ان اوصاف سے متصف ہو، نہ ہے اور نہ ہی ہو سکے گی۔ تقریبا تیس سال کے عرصہ میں نازل کی جانے والی انقلابی کتاب منزل من اللہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دل و دماغ میں راسخ ہوتی گئی، حتی کہ نور سے معموری کے سبب ظلمتوں کی شام کے اندھیرے ختم کر کے ہدایت کا چراغ روشن کر دیا۔ قرآن کریم کے الفاظ و معانی مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کو امت تک پہنچانے اور اس کی تفسیر بیان کرنے کا ذمہ بھرپور طریقہ سے ادا کیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ. (المائدہ:٦٧)

ترجمہ: اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دیجیے اور اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کا پیغام پہنچایا ہی نہیں۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر انہی میں سے رسول بھیج کر احسان فرمایا جو ان پر آیات کی تلاوت کرتا، ان کا تزکیہ کرتا، اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

3۔ معجز کلام

قرآن کریم کی تعلیمات نے صاحبان علم و دانش، ماہران ادب ولٹریچر، فصیحان عرب وعجم، متلاشیان علم وحکمت، شاعران مشرق ومغرب کی ذہنی وفکری، ادبی وعلمی رفعتوں اور بلندیوں پر ایسا سایہ فگن کیا کہ تمام دانشوران نگاہ وسر خم کیے بغیر نہ رہ سکے، قرآن کی فصاحت وبلاغت، احوال ماضیہ وحالیہ اور استقبالیہ کی اخبار، معاشرتی وسماجی، معاشی وعمرانی، اقتصادی وتجارتی، تہذیبی وتمدنی تعلیمات کی فراوانی، ہر دور کی ضرورت اور موافقت نے تمام شعبہ جات کے ماہرین کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ یہ کلام کسی بشر کا نہیں ہے، کچھ تو قرآنی اعجازات سے مرغوب ہوگئے اور کسی کو مرعوب ہونا پڑا، ایک انسان اپنی ساری زندگی کی انتھک محنت وکاوش سے تحقیق کے نتیجہ پر پہنچتا ہے اور تحقیقی جواہر تلاش کر کے لاتا ہے لیکن جب اسے قرآن میں مذکور دیکھتا ہے تو خالق کائنات کی کارستانیوں کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں سمجھتا اس کی مثال ڈاکٹر کیتھ۔ایل۔مور ہیں جنہوں نے اٹھارہ سال انسانی ارتقائی مراحل کو سٹڈی کیا لیکن ایک دن قرآن کریم کا مطالعہ کر کے انہوں نے بھی قرآنی تعلیمات کے آگے گھٹنے ٹیک دیے اور پھر ہمیشہ قرآنی تاثیر ان کے لیے مؤثر رہی۔

اللہ تعالیٰ نے ادیبان وبلیغانِ عالمِ آب وگل کو کھلا چیلنج کیا کہ اس قرآن کی دس سورتوں، ایک سورۃ، یا پھر ایک بات کی مثل ہی لے آ ؤ لیکن عقل انسانی

کہاں اس قابل کے مابعد الطبعیات اور ماورائے عقل کا مقابلہ کر سکے، عقل کی محدودیت اس حد تک کہ بار بار پائے ناز لڑکھڑا جائیں اور ماورائے عقل کی اتنی طاقت کہ غلطیوں اور خطاؤں کی گنجائش ہی نہیں، عقل کی قلیل مدت تک پرواز کہاں اور ازلی و ابدی کلام کا معیار کہاں ، نگاہوں کی دیدنی چار دیواری تک محدود اور ادراک کائنات کی وسعتیں کہاں ۔انسان کی کمزوریوں اور ضعف کا اعتراف کہاں اور اس قوی ترین کی طاقت کا اندازہ کہاں ۔لاغر و بیچارہ انسان جو کبھی حالت مرض میں ،کبھی بچپن کی بے حسی اور کبھی بڑھاپے کی بے بسی اور وہ قدیم و لازوال ذات کہاں؟ پھر بھی انسان کے جاہلانہ تکبر کو توڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے اشتیاق کے مطابق چیلنج دیا تاکہ وہ اپنے تکبر اور گھمنڈ کی موت خود ہی مر جائیں۔

4۔متواتر کتاب

قرآن مجید عہد نزول سے لیکر آج تک تواتر کے ساتھ امت مسلمہ کے سینوں میں محفوظ ہے آج تک ایسا کوئی دور نہیں گزرا جس میں لاکھوں کی تعداد میں قرآن کریم کی تلاوت نہ کی جاتی ہو صرف قرآن کریم کی ہی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ امت مسلمہ کے بچہ بچہ کو قرآن کریم ازبر اور حفظ ہے کسی قاری یا خطیب یا کسی اور شخص کی مجال نہیں کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت میں غلطیاں کرے بڑے سے بڑا خطیب اور قاری بھی جب قرأت میں غلطی کرے تو چھوٹی سی عمر کے بچے اسے روک دیتے ہیں آج تک ہر دور میں قرآن کریم کو غلبہ رہا اور مسلسل اس کو پڑھا جاتا رہا چوبیس گھنٹے میں سے ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں ہوتا کہ جس میں کسی نہ کسی جگہ پر کتاب

مبین کی تلاوت نہ کی جارہی ہو ہر وقت، ہر لمحہ، ہر پل، ہر گھڑی، ہر آن، ہر لحظہ امت مسلمہ نغمہ قرآن کے ساز سے پر سوز رہتی ہے۔ زبانیں ہر وقت تلاوت کتاب سے تر رہتی ہیں امت مسلمہ کا اس کی تلاوت کے بغیر جیون نہیں ہے اس لیے یہ کتاب ہر دور کی شان وشوکت ہے اور ہر دور میں اس کا تسلسل و تواتر ہے۔ ظاہر ہے متواتر کہتے ہی اسے ہیں جس میں انقطاع نہ ہو۔ قرآن مجید کی طرح کسی کتاب کو تواتر حاصل نہیں مجھے اس وقت حیرانگی ہوئی جب میں نے بائبل کے لیے عیسائیوں سے رابطہ کیا تو وہ کہنے لگے بائبل صرف ہمارے فادر کے پاس ہوتی ہے، مجھے پاکستان میں ایسا کوئی فادر یا پادری نظر نہیں آیا جس کو کسی کم سن مسلمان حافظ قرآن کی طرح انجیل یاد ہو۔ قرآن کریم کی تلاوت کا یہ عالم ہے کہ ایک شخص ایک رات میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کا شرف حاصل کر لیتا ہے، مسلمانوں میں یہ طریقہ عام رہا ہے امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور دیگر آئمہ و اولیاء کرام رمضان میں ہر روز مکمل تلاوت قرآن کریم سے بہرہ ور ہوتے تھے اور آج بھی اللہ کے نیک بندوں کا یہی طریقہ کار ہے۔

5۔ محفوظ کتاب

بائبل میں تبدیلی پریشان کن صورت حال ہے کچھ لوگوں کی خواہشات نے تعلیمات خداوندی میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا مظاہرہ کیا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سابقہ تمام تر تعلیمات کو قرآن کریم کے ذریعہ سے منسوخ فرمادیا تاکہ اللہ کی تعلیمات میں شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے رسول

اللہ ﷺ کے واسطہ سے قرآن کریم کا نزول فرما کر اس کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا اور فرمایا: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ (الحجر: ۹)

ترجمہ: بے شک اس قرآن کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

عہدِ نزول قرآن سے آج تک کسی انسان کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ قرآن میں تحریف وتبدیلی کر سکے حتی کہ کتاب اللہ کے محافظین نے کبھی کسی کو تلاوت کے دوران بھی قرآنی الفاظ میں غلطی اور ردو بدل کی اجازت نہیں دی جب کسی سے خطا سرزد بھی ہوئی تو اس کی سخت پکڑ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو مصحف کی شکل میں بھی محفوظ رکھا اور مسلمانوں کے قلوب میں بھی محفوظ کر دیا آج اس قدر شدت سے قرآن کی حفاظت کا اہتمام اس بات کا متقاضی ہے کہ قرآن کریم میں تا قیامت کسی قسم کے ردوبدل کا امکان موجود ہی نہیں اس لیے قرآن کریم ایک محفوظ کتاب ہے

6۔ عظیم فرشتہ کے ذریعے نزول

جتنی بھی اقوام یا مخلوقات پیدا کی گئیں ان میں راہنمائی کا سلسلہ جارے رکھنے کے لیے انہی میں سے عظیم مخلوق یا عظیم ذات کا انتخاب فرمایا گیا، رسولوں اور انسانوں میں رسول اللہ ﷺ کو منتخب فرمایا، فرشتوں میں حضرت جبریل امین کو اور کتب میں قرآن کریم کو، لیکن قرآن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نزول کے لیے اللہ تعالیٰ نے پاک مخلوق کے سربراہ یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام کا انتخاب فرمایا گویا کہ اعلیٰ وارفع ترین ذات پر اعلیٰ وارفع کتاب کے نزول کے لیے اعلیٰ وارفع ذات کا انتخاب کیا گیا۔

7۔ کتابِ قانون

قرآن کریم میں ایمانیات ، عبادات اور معاملات کے تمام اصول و قوانین بیان کر دیے گئے ہیں ، نیز اصول وقوانین کی خلاف ورزی پر حدود کا تعین بھی کیا گیا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی صاحب ایمان کلمہ کفر بکے تو اس کی سزا قتل ہے ، اگر کوئی عبادات ثابتہ کا منکر ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ، اگر کوئی معاملات کی ادائیگی صحیح طریقہ سے نہیں کرتا ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتا تو وہ سزا کا مستحق ہے ۔ قتل کا بدلہ قتل ، اعضاء کے ضیاع کے بدلے اعضاء ، چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ، ڈاکہ کی سزا قتل ، زنا کی سزا زانی کے مطابق یا رجم یا کوڑے وغیرہ ، تشکیل معاشرت کے سورۃ حجرات میں بہترین اصول و قوانین ، تجارتی معاملات کے لیے سورہ بقرۃ کی سب سے بڑی آیت میں تجارتی اصول وقوانین ، قانون وراثت ، احوال شخصی ، ملکی و مذہبی دفاعی نظام ، دفاع ناموس رسالت اور شعائر اسلام ، گویا قرآن مجید کے ذریعہ سے جملہ کائنات کے لیے کامل و تمام و بہترین اور مسلمہ اصول وقوانین متعین فرمائے گئے ہیں ۔ جس طرح قرآن کریم اصول وقوانین کا جامع ہے اس طرح کوئی کتاب ایسی امتیازی خصوصیت نہیں رکھتی ، قرآن مجید قوانین اسلامیہ میں سے پہلا قانونی مصدر ہے ۔ آج ڈیڑھ ہزار سال گزر جانے کے باوجود قرآنی قوانین کے نفاذ کی اہمیت وہی ہے جو ڈیڑھ ہزار سال پہلے تھی ۔

8۔ عربی زبان کا شاہکار

قرآن مجید نہ صرف احکامات وقوانین کی کتاب ہے بلکہ عربی زبان و ادب کا شاہکار رہے، قرآن کے حسین عربی امتزاج نے شعراء وادبا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا، قرآن کے انداز خطابت نے خطباء کے خطیبانہ اسلوب ونظم کی روشنی کو ماند کر دیا، امری ء القیس ، زہیر بن ابو سلمی ،طرفہ بن العبد، لبید بن ربیعہ، عنتر ہ بن شداد، عمرو بن کلثوم، حارث بن حلذ ہ کے معلقات ہوں یا قس بن ساعدہ اور عمرو بن معدیکرب کے خطابات ہوں قرآنی اسلوب ونظم اور انداز خطاب کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی ،تاریخ مکہ اور کعبہ کے در و دیوار آج بھی شاہد ہیں کہ قرآن کے نزول کے بعد دیوار کعبہ پر شعراء کی شاعری کو آویزاں کرنا مناسب نہ رہا، قرآن کے ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ میں ایسی جامعیت پائی جاتی ہے جو حقیقت پر مبنی اور کئی رموز واسرارات اور حکمتوں سے معمور ہے، شاعر کا شعر اس کے سینے میں چھپی ہوئی عشق ومحبت کی داستاں ہوتی ہے یا پھر لوگوں کو جگانے کے لیے اکسیر لیکن قرآن ہر اعتبار سے ایک انقلاب ہے جس سے انسان دنیا کی ہر چیز تلاش کرتا ہے علامہ زمخشری جیسے عربی ماہر قرآن سے جواہر ولعل نکال نکال کر پیش کرتے ہیں لیکن ان کی کاوشیں پھر بھی ادھوری نظر آتی ہیں قرآنی عربی کی گہرائی میں جتنی بار غوطہ زنی کی گئی ہر بار نت نئے جواہر ملے قرآن کے عربی اسلوب کا اعجاز کسی عرب دان اور عربی شاعر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لسان عربی مبین۔

9۔ منظم کتاب

قرآن کریم میں جس طرح نظم کا خیال رکھا گیا کوئی کتاب کبھی بھی اس اسلوب کی حامل نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ نے بعض قرآنی آیات میں سجع و مقفع کا ایسا اسلوب پیش کیا جس کو دیکھنے کے بعد ایمان کو تازگی محسوس ہوتی ہے کلام کی نظمی شائستگی دل و دماغ کو فرحت بخشتی ہے، منزلوں اور سورتوں کی تنظیم کے ساتھ ساتھ آیات کو منظم رکھا گیا گویا پورا قرآن ایک لڑی میں پرو دیا گیا، جس طرح سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ۔ (البقرۃ: ۲۳)

ترجمہ: اس سورۃ (سورۃ فاتحہ) کی مثل کوئی ایک سورت ہی لے آؤ۔

یعنی بقرہ سے ماقبل سورۃ فاتحہ ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے ذکر کے بعد سورۃ بقرۃ میں فاتحہ کی مثل لانے کا چیلنج کیا۔

اسی طرح سورۃ ھود قرآن کریم کی گیارہویں سورۃ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ۔ (ھود: ۱۳)

ترجمہ: یا وہ کہتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس (قرآن) گھڑ لیا ہے آپ فرمادیں: اس کی مثل گھڑی ہوئی دس سورتیں ہی لے آؤ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے گیارہویں سورۃ میں پہلی دس سورتوں کی مثل لانے کا چیلنج کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو منظوم رکھا ہے۔

جو لوگ قرآنی نظم کے قائل نہیں دراصل وہ اصولِ نظم پر واقفیت نہیں رکھتے

، کیونکہ قرآنی نظم کی تلاش عمیق نظری کا تقاضا کرتی ہے، آرام پرست قرآنی نظم اور اس کی حکمتوں سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتے، اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ شاید نظم قرآنی کسی علم کا نام نہیں ہے۔

10۔تاریخی کتاب

قرآن ایک تاریخی کتاب ہے جس میں ماقبل انبیاء، امتوں، ان پر انعامات اور عذاب کا ذکر ہے نیز کئی اماکن و اعلام بھی مذکور ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے بعد سائنسدان ان مقامات پر پہنچے، اسی طرح کچھ اقوام اور قبائل کا ذکر ہے اس کتاب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مذکورہ اخبار کا تعلق صرف احوال ماضیہ کے ساتھ ہی نہیں بلکہ تخلیق انسانیت سے تا قیامت تمام اخبار کسی نہ کسی ذریعہ سے موجود ہیں جن کا تعلق قرآن کریم کی عبارت و دلالت یا اقتضاء و اشارت سے ہے، قرآن کریم میں تاریخی طور پر ایسی ایسی معلومات ملتی ہیں جن کا ابھی تک تصور بھی نہیں کیا جا سکا، جن کی تلاش میں سائنسدان مارے مارے پھر رہے ہیں کچھ تلاش کیا اور کچھ کی تلاش میں ہیں نہ جانے کتنے جہاں اور بھی ہیں، جدید ادوار نے ابھی یاجوج و ماجود، بحر مسجور تک رسائی حاصل نہیں کی، ہزاروں اخبار ایسی ہیں جن تک اللہ تعالیٰ نے کسی کی رسائی ابھی تک ممکن نہیں بنائی، کائنات کی وسعت خود ہی انسان کے لیے راستے صاف کر دے گی ابھی تو بہت کچھ باقی ہے انسان نے جانا اور دیکھا ہی کیا ہے۔

11۔مؤثر کتاب

قرآن کریم ایسی پر اثر کتاب ہے جو رلاتی بھی ہے اور ہنساتی بھی ہے، جو ڈر بھی سناتی ہے اور بشارت بھی دیتی ہے، جس کی تلاوت سے دلی سکون بھی میسر ہوتا ہے اور رونگٹے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں، جس سے ہدایت بھی ملتی ہے اور گمراہی بھی خریدی جاتی ہے، اور کبھی یہی کتاب اغیار کے عقیدہ و مذہب اور دین کو بدل دیتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی صحابی سے تلاوت سنتے تو وہاں ٹھہر جاتے، حضرت عمر بن خطاب کو قرآن کریم کی تلاوت نے ہی اسلام سے وابستہ کیا، بڑے بڑے ماہرین اور سائنسدان قرآنی تعلیمات سے استفادہ کر کے دامنِ اسلام میں جگہ بناتے رہے، مستشرقین نے قرآنی ساز سے پرسوز ہونے کی گواہی دی، ساری ساری رات اور سارا سارا دن ایک شخص کا تلاوت کرتے رہنا قرآن کے روحانی وظاہری اثرات کا نتیجہ ہے۔

12۔ساری انسانیت کے لیے ہادی کتاب

قرآن مجید صرف مسلمانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہادی و رہبر ہے، جس طرح کہ فرمایا گیا: ھدی للناس ۔ یہ قرآن انسانیت کے لیے ہادی ہے، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میرے جوتے کا تسمہ بھی گم ہو جائے تو میں قرآن کی روشنی میں اس کو تلاش کر سکتا ہوں، قرآن مجید ہر دینی و دنیاوی معاملہ میں راہنمائی کرتا ہے، محققین نے اکثر دینی و دنیاوی معاملات میں قرآن سے راہنمائی حاصل کی۔

ڈاکٹر اسد کہتے ہیں کہ جیسے جیسے قرآن کے فہم کے قریب ہوتا گیا قرآن مجھے صحیح راستے سے آگاہی دیتا رہا حتی کہ قرآنی ہدایت نے مجھے حلقہ بگوش اسلام کر دیا۔

13۔ بآسانی ہونے والی کتاب

یہ بات تو واضح ہے کہ عالم اسلام کے ننھے ننھے شہزادوں کو قرآن کریم زبانی یاد ہے، میں نے تین، چار سال کے کئی ایسے بچے دیکھیں ہیں جو بات بھی صحیح ادائیگی سے نہیں کر پاتے لیکن انہیں کئی قرآنی سورتیں یاد ہیں، قرآن کریم کی عربی میں ایسی چاشنی اور آسانی ہے کہ جو سورتیں یا آیات یاد ہو جاتی ہیں وہ پھر بفضلہٖ تعالیٰ بھولتی نہیں ہیں، شاید ہی کوئی مسلمان ہو جسے قرآن مجید کی کئی سورتیں یاد نہ ہوں، بچوں سے لیکر، بزرگوں تک سب قرآن کریم کے کسی نہ کسی حصے کے حافظ ہوتے ہیں، اسی طرح ہم نے کئی لوگوں کے متعلق سنا ہے کہ تلاوت کرتے کرتے وہ قرآن کے حافظ بن جاتے ہیں، فقیہ اعظم خواجہ نیک عالم اور میرے مرشد گرامی حضور خواجہ پیر محمد اسلم قادری رحمہا اللہ بھی کثرت تلاوت کے سبب قرآن کریم کے حافظ بن چکے تھے میرے (ندیم بن صدیق) دادا مولانا غلام حیدر صاحب (جھیورانوالی) کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ہر روز تقریبا اٹھارہ پاروں کی تلاوت کرتے جس کی وجہ سے قرآن کریم تقریبا انہیں زبانی یاد ہو گیا تھا، اسی طرح کئی علماء کرام کو قرآن کریم کا اکثر حصہ یاد ہو جاتا ہے، اس قدر قرآن کریم کا یاد ہو جانا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جس نے اس کتاب کو یاد کرنے کے لیے آسان بنا دیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ (القمر: ١٧)

ترجمہ: ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان بنا دیا۔

14۔تمام جدید مسائل کا حل

قرآن کریم میں تمام مسائل کا حل موجود ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کچھ اصول متعین فرما دیے ہیں جن کی روشنی میں جتنے بھی جدید سے جدید مسائل پیش آ جائیں حل کیے جا سکتے ہیں ۔اس کی مزید وضاحت مستشرقین کے ایک اعتراض کے جواب میں آئے گی (ان شآء اللہ)

15۔تمام علوم کا جامع

قرآن مجید تمام علوم کا جامع اور ہر شیء کا بیان ہے جس میں علم الحیوان، علم الارض، علم الماء، علم البحر، علم التخلیق، علم الطبعیات، علم الطب، علم الاشجار والاحجار، علم العصریات وغیرہم موجود ہیں۔اس کے علاوہ معاشرتی و معاشی ،تہذیبی و ثقافتی ،اقتصادی وتجارتی، تعلیمی و دینی، ظاہری و باطنی، مادی و روحانی معاملات کا واضح ذکر ہے۔ ان علوم کے علاوہ لامحدود اور ان گنت علوم کا انسائیکلو پیڈیا ہے ، جہاں دیگر علوم کی انتہا ہوتی ہے وہاں قرآنی علوم پوری آب وتاب سے چمک رہے ہوتے ہیں ،قرآن کے جملہ علوم کے جامع ہونے کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۔ اور ہم نے ہر چیز کو اس میں کھول کھول کر بیان کر دیا ، ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جو کتاب مبین میں نہیں، تبیانا لکل شیء۔ قرآن ہر چیز کا بیان ہے ۔

16۔ظاہری وباطنی فوائد سے مالا مال

انسان کی دوطرح کی زندگی سے وابستگی ہے۔ا

۔ظاہری ۲۔باطنی

ظاہری زندگی کا تعلق معاشرت ومعیشت اور تہذیب وتمدن سے ہے قرآن میں موجود معاشرتی ومعاشی مسائل انسان کی رہبری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کوئی بھی ایسا معاملہ نہیں ہے جس کو قرآن سے تلاش نہ کیا جاسکے، تشکیل معاشرت، حقوق اللہ وحقوق العباد، تجارت کے اصول، عائلی وخانگی زندگی کے اصول، گویا تمام تر ظاہری معاملات طے کرنے کے لیے قرآن سے استفادہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

باطنی زندگی کا تعلق تزکیۃ النفس اور ثواب کے ساتھ ہے قرآن کریم کی تلاوت اور فہم سے یہ دونوں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں کتاب اللہ کی تلاوت سے انسان پر مرتب ہونے والے اثرات اس کی کیفیات کو تبدیل کردیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ نفس کو اپنے کنٹرول میں کرنے کی سعی کرتا ہے اور کسی حد تک کامیاب بھی ہوجاتا ہے، جس کے سبب اس کے دل کو صفائی کی سعادت حاصل ہوجاتی ہے، جب قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس کی تلاوت اور فہم حاصل کرنا باعث اجر وثواب ہے لہذا قرآن انسانی باطنیت کو سنوارتا ہے جس کے فوائد سے انسانی ظاہری وباطنی طور پر مالا مال ہوجاتا ہے۔

17۔ضرورت کے عین مطابق

کہا جاتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے لیکن جب قرآن کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو اس سے یہ تصور حاصل ہوتا ہے کہ ایجاد ضرورت کی ماں (اصل) ہے کیونکہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے بیان کردہ مسائل ہر ضرورت کو پورا کر رہے ہیں اس لیے قرآن اصل اور ضرورت اس کی فرع کی حیثیت سے ہوگی، جیسے جیسے انسان اور زمین وسعت پذیر ہے ویسے ویسے ضروریات میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے ،قرآنی اعجاز یہ ہے کہ ہر ضرورت قرآنی تعلیمات سے پوری ہو رہی ہے مسلمانوں پر کوئی ایسا دور نہیں آیا کہ قرآنی اصول وقوانین سے استفادہ نہ کیا جا سکتا ہو بلکہ ہر دور میں قرآن کریم ضرورتوں کی تکمیل کرتا رہا اور تا قیامت یہی سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

18۔صادق ومصدوق کتاب

قرآن کریم صادق ومصدوق کتاب ہے قرآن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل خود قرآن ہے جس کی نہ تو آج تک کوئی خبر جھوٹی ثابت ہوئی اور نہ ہی اس کی مثل لائی جا سکی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کو صدق سے ملقب فرمایا: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ [الزمر: 33] وہ جو صدق لے کر آئے اور جنہوں نے تصدیق کی۔

قرآن کی خبریں جس طرح غزوہ بدر سے پہلے اس کے احوال، فتح مکہ کی نوید، غلبہ روم کی خبر اس بات پر خود شاہد ہے کہ قرآن ایک صادق ومصدوق کتاب

ہے جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔اسی قرآن کے ذریعے پہلے انبیاء اور کتب و صحائف کی تصدیق کی گئی اور پیش آنے والے واقعات کی حقانیت سے آگاہ کیا گیا۔

19۔تمام شکوک وشبہات سے منزہ ومبرا کتاب

عہدِ نزول سے نفاذ تک اور اول عہد نفاذ سے آج تک، قرآن کا ہر ہر لفظ، جملہ، آیت، سورۃ تمام تر شکوک وشبہات سے پاک ہے، نہ الفاظ میں کوئی شبہ ہے اور نہ ہی مفاہیم ومطالب میں، آج تک معاندین اسلام ایڑی چوٹی زور لگا کر قرآن کریم میں عیوب ونقائص اور شبہات کے متلاشی رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عقل انسانی کی قرآن کے شکوک شبہات کے اثبات کے لیے جھوٹی محنت ومشقت تک بھی رسائی ممکن نہیں بنائی، کئی بار قرآن کریم کے نزول، منزل من اللہ ہونے، اور آیات کے غلط مفاہیم بیان کر کے مشکوک بنانے کے کوشش کی گئی مگر مخالفین ہر بار اپنے ناپاک عزائم میں نامراد پلٹے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز میں ہی فرما دیا ذلک الکتاب لا ریب فیه۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

20۔قرآن مکمل زندگی ہے

ایمانیات وعبادات ومعاملات اور اخلاقیات کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس و روحانیت، تہذیب وتمدن اور معاشرت، حکومت و سیاست اور ریاست، اقتصادیات وتجارت اور معیشت، اصلاح وفلاح اور بہبودیت، انفرادیت و

اجتماعیت، ظاہریت و باطنیت اور علاوہ ازیں والدین اور بچوں کے حقوق، حاکم و رعایہ کے حقوق، عورتوں و بزرگوں اور ذمیوں کے حقوق، فوجدار و دیوانی قوانین، اقوامی و بین الاقوامی قوانین نیز تمام حقوق و قوانین اور زندگی کے شعبہ جات کے لیے قرآن کریم رہبر و راہنما و معلم و ہادی ہے، زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جو قرآنی اصول و قوانین سے تعلق نہ رکھتا ہو اسی لیے قرآن کریم ایک کامل و مکمل حیات و زندگی ہے۔

تلک عشرون کاملة

***

باب دوم: مستشرقین اور قرآن کریم

یہود و نصاریٰ مخالفتِ اسلام پر روز اول سے ہی کمر بستہ نظر آتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنا، اسلام مخالف پروپیگنڈے کرنا، قرآن وسنت پر اعتراضات کے انبار لگانا ان کا شیوا رہا، اسی طرح مختلف گروہوں اور جماعتوں کی شکل میں نت نئے ناموں اور طریقوں سے اسلام کے خلاف مختلف حربے استعمال کیے گئے، اسی سازش کا حصہ تحریک استشراق بھی ہے جس کے ذریعے سے مخالفین نے مخالفت اسلام میں علمی و عملی طور پر کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، علوم عربیہ واسلامیہ کی تحصیل کی اور مسلمانوں کو متاثر کرنے کے لیے قرآن وحدیث پر تحقیقی کام شروع کر دیا اور مختلف قسم کے اسلامی علوم میں خدمات سرانجام دیں تا کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی خدمات کو سراہا جا سکے، **معجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، مفتاح کنوز السنۃ، دائرۃ المعارف الاسلامیہ** اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم وغیرہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ”سر پہ ٹوپی نیت کھوٹی“ کا مصداق ٹھہرنے والے مخالفین اسلام کبھی بھی مخالفت اسلام کے داغ کو اپنے چہرے سے صاف نہیں کر پائیں گے، چاہے ان کا تحقیقی کارواں کتنا ہی دلفریب و دلکش نظر آئے۔ کیونکہ باطل، حق کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست خوردہ رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبیاء: ۱۸) ترجمہ: بلکہ ہم حق کو باطل پر مارتے ہیں تو حق باطل کو مٹا دیتا ہے۔

مستشرقین کے علمی کارناموں کو سراہا اس لیے نہیں جا سکتا کیونکہ ان کے عزائم درست

سمت کا انتخاب نہیں کیے ہوئے بلکہ وہ اسلام کی خدمت اسلام کے زوال و انحطاط کے لیے کر رہے ہیں، اور دوسری طرف دانشوران اسلام کی فہم و فراست نے ان کی علمی بیچارگیوں اور خیانتوں کو زمین بوس کر کے اسلامی تعلیمات کی حقانیت کو ڈنکے کی چوٹ پہ ثابت کیا ہے۔

ہاں بعض نام نہاد مسلمان جو مغربی معاشی اور سائنسی صورت حال سے مرعوب و مرغوب ہو کر جسمانی غلامی کے ساتھ ساتھ فکری غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے ہوئے مغربی وابستگی کو اپنے لیے سرمایہ افتخار اور ان کے لٹریچر کو علمی ورثہ متصور کرتے ہیں، ان کی مغربی مرعوبیت و مرغوبیت پریشان کن صورت حال اختیار کیے ہوئے ہے کیونکہ وہ لبادہ اسلام اوڑھ کر قرآن وسنت کے مفاہیم کو مخصوص مغربی انداز میں پیش کرتے ہیں، کبھی قرآنی آیات، کبھی سنت نبوی اور کبھی تاریخ اسلام کو مغربی داغ میں ملوث کرنا چاہتے ہیں، ایسی چارہ جوئی کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں

۱۔ مغربی مرغوبیت کے نشے میں تعصب اسلام۔

۲۔ تعلیمات اسلامیہ کا عدم تفہم۔

لیکن ان شاء اللہ مستشرقین کی فریبانہ چالیں ہمیشہ ناکامی سے وابستہ و پیوستہ رہیں گی، اسلام کی سرسبز و شاداب کھیتی میں مغربی بیج بونے نہیں دیا جائے گا۔ مستشرقین کون ہیں؟ اور کیا ہیں؟ اس کی وضاحت کرنے کے لیے استشراق اور مستشرقین کا مفہوم، مختصر تاریخ اور ان کے کارنامے بیان کیے جائیں گے تاکہ حقیقت حال سے آگاہی حاصل کی جاسکے۔

استشراق کا معنی ومفہوم اور پس منظری مطالعہ

استشراق کا مفہوم

استشراق: شرق سے باب استفعال ہے اور باب استفعال میں طلب کا معنی پایا جاتا ہے جس سے مراد کوئی چیز شرق سے طلب کرنا ہے۔

استشراق کا قاموس عربی انجلیزی میں یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے:

دراسة الغربيين لعلوم الشرق۔ (قاموس عربی انجلیزی 621/1)

ترجمہ: مغربیوں کا علوم شرقیہ سیکھنے کے لیے زانوئے تلمذ تہہ کرنا۔

مستشرق کی تعریف

جدید اصطلاح کے مطابق مستشرق ایسے شخص کو کہا جائے گا جو مغرب سے تعلق رکھتا ہو اور مشرقی علوم وتہذیب حاصل کرے، نظریہ اسلام کا مخالف ہو اور اسلامی تعلیمات کا فہم حاصل کر کے اپنے مذہبی و دنیاوی اور دیگر مقاصد حاصل کرے۔

تحریک استشراق کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر

تحریک استشراق کی نظریاتی پرورش اسی وقت ہو گئی تھی جب یہود و نصاریٰ نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کر دیا اور ابو رافع وکعب بن اشرف جیسے یہودیوں نے اسلام مخالف پروپیگنڈے شروع کر دیے، رسول اللہ ﷺ کی ہجو بیان کی، قرآن کریم کی تعلیمات کو تورات وانجیل کے تابع سمجھا

، یہاں تک کہ ان کی منافقانہ چالوں کی تگ ودو جاری رہی ،عہد رسالت کے بعد عہد خلفائے راشدین ، بنو امیہ ، بنو عباس اور ترک حکومت سے آج تک ان کی اعتقادی وعملی اور علمی خیانت کے چرچے چاردانگ عالم میں موجود ہیں

اگر چہ یہود و نصاریٰ کی اس سعی ناتمام کو باقاعدہ کوئی نام تو نہ دیا گیا لیکن انہوں نے کسی نہ کسی ذریعے سے ایسے افعال شنیعہ کو جاری رکھنے کا عزم مصمم کیے رکھا جس سے وہ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور تعلیمات کو نشانہ بناتے رہے ، مسلمانوں پر ظلم ستم کے پہاڑ گرائے ، طاقت کے بل بوتے پر عیسائیت و یہودیت کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے رہے ، نئے نئے ہتھیاروں سے مسلمانوں پر اپنی طاقت جمانے کی کوشش کرتے رہے ، لیکن مسلمانوں نے ہر موڑ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا بالآخر یہود و نصاریٰ نے ارادہ کرلیا کہ اب طاغوتی یلغار کو وسعت دی جائے اور مسلمانوں پر فکری حملے بھی کیے جائیں تا کہ اسلام اور مسلمان مغلوب ہو جائیں ، انہوں نے ایک نئی سمت کا تعین کر کے عربی اور علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لیے کوششیں شروع کر دیں ، آٹھویں صدی عیسوی میں کئی مستشرقین نے عربی اور علوم اسلامیہ حاصل کیے جن میں اہم نام یوحنا کا ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کئی کتابیں لکھیں جن میں دو یہ ہیں :

۱ ۔ محاورۃ مع المسلم ۲ ۔ ارشادات النصاریٰ فی جدل المسلمین ۔

(الاضواء علی الاستشراق والمستشرقین ، ص ۱۳)

اور یہی کتاب دیگر کتب کے لکھنے کا سبب بنیں ۔

نویں صدی عیسوی میں جو ابتدائی عباسی دور تھا ،مسلمانوں نے دیگر زبانوں سے عربی میں کتب کے تراجم کا کافی حد تک کام مکمل کرلیا تھا۔

نویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی علمی کاوشیں جاری رہیں۔

دسویں صدی عیسوی میں جریردی اور الیاک نے باقاعدہ سپین (اشبلیہ اور قرطبہ) سے عربی اور علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی ۔(الاستشراق لشرقاوی ص ۲۶ ، المستشرقون ۱/۱۱۰)

گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی میں یہی سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں قرآن کریم کالاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور عربی ڈکشنری تیار کی گئی۔

وقد کان بطرس المؤقر وراء ظهور اول ترجمة لمعانی القرآن الکریم الی اللغة اللاتینیة فی عام ۱۱۴۳م۔

(الاستشراق للحمدی ص ۲۴ ، الاستشراق للشرقاوی ص ۲۵)

ترجمہ: پطرس (PETRUS) محترم نے قرآن کریم کا ترجمہ لاطینی زبان میں ۱۱۴۳م میں کروایا۔

تیرہویں صدی عیسوی میں باقاعدہ اس معاملہ پر اتفاق کرلیا گیا کہ اب مسلمانوں سے تلوار کے ساتھ ساتھ نظریاتی جنگ بھی جاری رکھی جائے گی اور ان کے خلاف جسمانی وفکری محاذ کھولا جائے گا جس کے لیے انہوں نے چند چیزوں کے حصول اور استعمال کو لازم قرار دیا جیسے:

۱۔ عربی زبان اور علوم اسلامیہ کا حصول۔

۲۔ ایسے دلائل کی تدوین جن سے اسلام کی حقانیت کمزور نظر آئے۔

۳۔اصل مصادر پر اعتراضات لگانا۔ ۴۔ ذات رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزامات لگانا۔

۵۔ عیسائیت کی بے مثال ترویج تا کہ مسلمانوں کے عقائد ڈگمگا جائیں۔

۶۔ مالی وسائل کا وسیع استعمال۔ ۷۔اسلامی کتب میں کانٹ چھانٹ۔

۸۔ اسلامی مصنفین کی جگہ کتب پر اپنا نام استعمال کرنا۔وغیرہ

اس کے نتیجے میں فریڈرک اور ریمنڈ نے عربی اور علوم اسلامیہ کے حصول میں خوب عرق ریزی کر کے عربی اور علوم اسلامیہ حاصل کیے۔

(الاستشراق ص ۲۶ ، الدراسات العربیہ الاسلامیہ ص ۹)

چودہویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی طرف سے باقاعدہ مشرقی لغات سیکھنے کے لیے پانچ ادارے تشکیل دیے گئے۔

۱۔باریس ۲۔آکسفورڈ ۳۔جامعہ بابویہ ۴۔بولونیا

۵۔سلمنکا۔ (الاستشراق للشرقاوی ص ۳۰)

سولہویں صدی عیسوی میں مستشرقین نے کالج دی فرانس (College the France) میں عربی شعبہ قائم کیا۔

سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں فرانسیسی ، جرمن اور ولندیزی مستشرقین نے تمام علوم اسلامیہ خصوصاطب ،فلسفہ، کیمیا،نباتات ، ریاضی ،جغرافیہ ،اورفلکیات کے خزانے اپنی قوموں زبانوں میں منتقل کیے، بے شمار عربی کتب ان

کے ہاتھ لگی جن کو انھوں نے اپنی زبان میں منتقل کیا۔ مستشرقین مغرب کا انداز فکر ص ۱۵۱)

سترہویں صدی عیسوی میں کالج آف پروپیگنڈا (College of Propaganda) قائم کیا گیا۔ نیز سترہویں صدی عیسوی میں دائرہ معارف اسلامیہ (Insyclopedia of Islam) بھی مرتب کیا گیا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں باقاعدہ استشراق اور مستشرقین کی اصطلاح استعمال میں لائی گئی، اور باقاعدہ تربیتی مراکز قائم کیے گئے۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا اور ان کی طرف سے محنت شاقہ کے سبب کافی زیادہ کام عمل میں لایا گیا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی کے مشہور مستشرقین

☆ ایڈورڈ گبن (Edward Gibbin) ، (1737-1794)

☆ جارج سیل (GEORGE SALE) ، (1697-1736)

☆ ریسکی (JOHANN JAKOB REISKE) ، (1716-1774)

☆ ہمفرے پریدو (HUMPHREY PRIDEAUX) ، (1664-1724)۔

اور انیسویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی طرف سے اسلام پر بہت زیادہ کام کیا گیا جس کو آج بھی ان کی اسلام میں علمی خدمات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

انیسویں صدی کے مشہور مستشرقین

☆ تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) ، (1795-1881)

☆ اسپرنگر (ALOYS SPRENGER) ، (1813-1893)

☆ دوزی (REINHART DOZY) ، (1820-1883)

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی اسلامی مخالفت بھی عروج پر رہی، احادیث اور تاریخ اسلام کو توڑ موڑ پر بیان کیا گیا اس کام میں اہم کردار گولڈ زیہر کا رہا ہے جس کو تحریک استشراق میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور جوزف شاخت جیسے مستشرقین اس کی اتباع کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالے رہے۔

بیسویں صدی عیسوی کے مشہور مستشرقین

☆ ولیم میور (WILLIAM MUIR) ، (1819-1905)

☆ گولڈزیہر (IGNAZ GOLDZIHER) ، (1850-1921)

☆ ونسنک (ARENT JAN WENSINCK) ، (1882-1939)

☆ جوزف شاخت (JOSEPH SCHACHT) ، (1902- 1969)

☆ آربری (ARTHUR JOHN ARBERRY) ، (1905-1969)

☆ رودی پارٹ (RUDI PARET)، (1901-1983)

☆ نکلسن (REYNOLDN ICHOLSON) ، (1868-1945)

☆ ہنری لامنس (H. LAMMENS) ، (1872-1937)

☆ مارگولیوتھ (David Samuel Margoliouth) ، (1858-1940)

ان میں بالخصوص ولیم میور، گولڈزیہر، جوزف شاخت کی اسلام سے مخالفت کسی سے پوشیدہ نہیں انہوں نے قرآن کریم کے خلاف وہ ہرزا سرائیاں کیں کہ جن کو ایک مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا تھا

مستشرقین کے اہداف

مستشرقین کے درج ذیل اہداف ہیں۔

دینی ہدف:

وہ اپنے دین کی تبلیغ کے لیے خدمات سرانجام دے رہے ہیں لیکن خرابی یہ ہے کہ وہ

مستشرقین کی اقسام

تین طرح کے مستشرقین سامنے آئے جس کا اندازہ ان کی تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے:

☆ متشددین

وہ مستشرقین جنہوں نے اسلام کی مخالفت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جن کی زندگیوں کا اولین مقصد ہی اسلام اور اسلامی تعلیمات کی مخالفت تھا جس طرح گولڈ زیہر، شاخت، ولیم میور وغیرہ۔

☆ متساہلین

وہ مستشرقین جنہوں نے اسلام کو سمجھا اور اسلام کی مخالفت سے گریز کیا اور صحیح سمت کا انتخاب کر کے قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب سمجھا جس طرح ڈاکٹر موریس بوکائے وغیرہ۔

☆ معتدلین

وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی مخالفت کی لیکن اسلام کی بعض تعلیمات کی حمایت بھی کی۔ جس طرح ڈاکٹر مائیکل ہارٹ وغیرہ۔

اسلامی تعلیمات کو مشکوک بنانے کے ناپاک عزائم بھی رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ۔

(البقرہ:۱۲۰)

ترجمہ: اور یہود ونصاری آپ سے کبھی بھی راضی نہیں ہوں گے حتی کہ آپ ان کے دین کا اتباع کرلیں۔

ھانوتو نے کہا تھا: لقد اصبحنا الیوم ازاء الاسلام و المسألة الاسلامیة۔

(الاستشراق والتبشیر ص ۱۳)

ترجمہ: آج کے دن ہم نے اسلام اور اسلامی مسائل کے مقابلہ کے لیے صبح کی۔

اس کے علاوہ یہود ونصاری کے مزید یہ اہداف ہیں: ۱۔ استعماری ہدف ۲۔علمی ہدف ۳۔تجارتی ہدف ۴۔سیاسی ہدف

وسائل وذرائع

ایسے وسائل و ذرائع جو مستشرقین اسلام کی مخالفت کے لیے استعمال کر رہے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆ مختلف موضوعات پر کتب ☆ رسائل وجرائد ☆ مختلف مقالہ جات

☆ مذہبی ادارے ☆ اداروں میں مختلف موضوعات پر لیکچرز

☆ اسلامی مواد میں حصہ ☆ موسوعہ جات (انسائیکلو پیڈیا) وغیرہ۔

مستشرقین کی مذہبی تقسیم

مستشرقین کا تعلق صرف ایک مذہب سے نہیں بلکہ بعض مستشرقین یہودی تھے اور بعض عیسائی جس طرح گولڈ زیہر، اور جوزف شاخت یہودی تھے اور فلپ ۔ہٹی ، ایچ۔مائیکل۔ہارٹ ، مجید خدوری وغیرہ عیسائی تھے۔

مستشرقین کی مملکتی تقسیم

مستشرقین کا تعلق کسی خاص ملک یا علاقہ سے نہیں بلکہ پوری دنیا میں مستشرقین موجود ہیں جس طرح: میکڈ ولنڈ امریکی، ولیم جونز برطانوی، ریجی بلاشیر اور ہنری لامنس فرانسیسی، روسی (Rossi) اطالوی، آرتھر جیفری اور اے۔ جے آر بری انگریزی مستشرق ہیں۔

اب ان مستشرقین کے اعتراضات و اشکالات کا جائزہ لیتے ہیں جو ایسی جرآت کرتے ہیں اور قرآن کریم کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں ان کے اس نظریے اور اس کے جواب کا مطالعہ کرلینے کے بعد ہر چیز روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔ان شاء اللہ العزیز

قرآن کریم کے بارے میں مستشرقین کا مؤقف

☆ اکثر کے نزدیک قرآن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف ہے۔

☆ رودی پارٹ اور آر۔بل : قرآن کریم یہود و نصاریٰ کے مصادر سے ماخوذ ہے۔

☆ گولڈزیہر اور بلاشیر : جمع وتدوین قرآن کو مشکوک قرار دیتے ہیں۔

☆ نیکلسن : قرآن کریم میں تضاد اور اختلاف ہے۔

☆ منٹگمری واٹ : قصہ غرانیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر کے قرآن کریم کو رسول اللہ کی طرف سے قرار دیتا ہے۔

☆ قرآن کریم دہشت گردی پھیلاتا ہے۔

☆ دوزی: قرآن کریم میں جدیدیت نہیں ہے وہ قدیم کتاب ہے۔

☆ قرآن کریم میں تکرار موجود ہے۔

☆ قرآن عرب شاعری کے دیوانوں سے موافقت رکھتا ہے۔

☆ قرآن کریم میں مذکور قوانین نفاذ کے قابل نہیں۔

نیز قرآن کریم کے احکامات، قصص و واقعات اور عربی فصاحت و بلاغت میں پیچیدگیاں، تکرار، نسخ، مبہم، اشتعال پسند، خون ریزی کی دعوت دینے والی اور اکتاہٹ والی کتاب کہا گیا۔

مستشرقین کا قرآن کریم پر مؤقف اور اعتراضات کا جائزہ

مستشرقین کا تعلق چونکہ عیسائیت و یہودیت کے ساتھ ہے اس لیے وہ کبھی بھی تورات وانجیل کے بعد کسی منزل من اللہ کتاب کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔جس طرح آج یہود ونصاری مسلمانوں کے ساتھ ذہنی وفکری اور قلمی آنکھ مچولیاں کرر ہے ہیں اور ہر طرف مسلمانوں کو جسمانی وفکری طور پر ہراساں کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں ایسے ہی یہود ونصاریٰ کی آپس میں بھی نہیں بنتی عیسائی ، یہودیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں اور یہودی عیسائیت کو نہیں مانتے ،تورات وانجیل کی تحریف کے بعد یہود ونصاریٰ بے لگام گھوڑوں کے مانند بے راہ روی کا شکار ہیں وہ اگرچہ خود کو ایک دوسرے کے تابع یا قریب نہیں سمجھتے لیکن شیطنت میں وہ یکجا ہیں یہ بات تو مسلم ہے کہ برے بہت جلد اکٹھے ہو جاتے ہیں جس کے سبب برائی بہت تیزی سے پھیلتی ہے ، یہود و نصاریٰ کی شیطانی کارستانیوں سے اقوام عالم آگاہ ہیں چاہے ، بدھ مت ہوں یا تاؤ مت اور جین مت ہوں یا پھر ہندوازم یا سکھ ازم یا دیگر اقوام جو یہود و نصاریٰ کے کرتوتوں کو ملاحظہ کرتے رہتے ہیں، اس سے بڑھ کر مکر وفریب اور کیا ہے کہ اپنے گھر کی آگ کو پوری دنیا میں پھیلا کر اسے ہی قصوروار ٹھہرادینا اور اپنے او پر الزام بھی نہ آنے دینا ۔یہود ونصاریٰ کی شرارتوں کو قرآن کریم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے اور جو کچھ قرآن مجید نے بتایا ہم وہ سب کچھ ڈیڑھ ہزار سال کے بعد بھی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرر ہے ہیں یقینا منافق دوغلے ہوتے ہیں جن کی دوغلی پالیسیوں سے تمام

انسانیت پریشان کن صورت حال سے دوچار ہے، لیکن منافق کی منافقت کی مدت طویل نہیں ہوتی فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے، بہت جلد ایک وقت آئے گا کہ انقلابِ رسالت سے لیکر 1350 سال حکمرانی کرنے والے مسلمان دوبارہ دنیا کو منافقت وکفر سے صاف وشفاف بنائیں گے (ان شاء اللہ) جس طرح یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں پر ظلم ڈھائے، عورتوں اور بچوں کو ستم کا نشانہ بنایا اور مسلمان نوجوانوں کی زندگیوں کو تباہ کیا، ان کی گردنیں کاٹیں، ظلم وستم کی انتہا کردی، دہشت گردی اور غنڈہ گردی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ایسے ہی انہوں نے مسلمانوں کو ذہنی وفکری اور اعتقادی طور پر کمزور کرنے کے لیے قرآن کریم پر بے جا اعتراضات اٹھائے کبھی کسی موضوع اور ضعیف سے ضعیف تر روایت کا سہارا لیا۔

قصہ غرانیق اور مستشرقین کی ہرزہ سرائیاں

کبھی اپنی من مانیاں کیں اور اپنی جھوٹی گھڑی ہوئی باتوں کے ذریعے سے قرآن کریم کو موردِ اعتراض ٹھہرایا جس کی واضح مثال قصہ غرانیق ہے ذیل میں ہم مختصر قصہ غرانیق بیان کرتے ہیں پھر اس کی حقیقت کو بیان کیا جائے گا۔

واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ: مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ النجم کی آیات کی تلاوت فرما رہے تھے کہ شیطان نے یہ دو جملے آپ کی زبان پر جاری کر دیے:

تلک الغرانیق العلی و ان شفاعتھن لترجی۔

ترجمہ: یہ بت بلند وبالا ہیں اور بے شک ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ کی کیا اہمیت اور حیثیت ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

قلت و قد ذکرھا محمد بن اسحاق فی السیرۃ بنحو من ھذا، و کلھا مرسلات و منقطعات، فاللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر ۵/۴۴۳)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس کو محمد بن اسحاق نے سیرۃ وغیرہ میں ذکر کیا ہے لیکن یہ ساری روایات مرسل اور منقطع ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔

شوکانی کہتے ہیں:

ان جمیع الروایات فی ھذا الباب اما مرسلۃ او منقطعۃ لا تقوم الحجۃ بشیء منھا۔ (فتح القدیر ۵/۱۳۱)

ترجمہ: اس واقعہ میں تمام روایات یا مرسل ہیں یا منقطع جن سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی

امام رازی فرماتے ہیں:

ھذا روایۃ عامۃ المفسرین الظاھرین، اما اھل التحقیق فقد قالوا ھذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ و احتجوا علیہ بالقرآن و السنۃ و المعقول ...... عن محمد بن اسحاق بن خزیمہ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ۔ (تفسیر کبیر ۱۱/۱۳۴)

ترجمہ: یہ روایت عام ظاہر مفسرین کی ہے لیکن اہل تحقیق نے کہا ہے کہ یہ روایت باطل وموضوع اور قرآن وسنت اور عقل کے خلاف ہے۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ

سے اس واقعہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ زندیقوں کا گھڑا ہوا واقعہ ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

هذه القصة غير ثابتة من جهة النقل۔ (تفسیر کبیر ۱۱/۱۳۴)

ترجمہ: یہ قصہ نقلی دلائل سے ثابت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں یہ واقعہ باطل، باطل اور باطل ہے کیونکہ قرآنی آیات سے ٹکرا رہا ہے قرآنی آیات کے مقابلہ میں اس طرح کا واقعہ اسلامی علوم کی رو سے قابل قبول نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے ایسے جملوں کا جاری ہونا ناممکن ہے جنہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے انہوں نے بغیر تحقیق کے بیان کر دیا ہے اور اگر کوئی اس کی صحیح سند لا کر پیش کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تب بھی یہ روایت قرآنی آیات کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں ہے۔

قرآن کریم کی درج ذیل آیات کے مطالعہ کے بعد حقیقت خود ہی آشکارا ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱- لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔ (حمٓ السجدة: ۴۲)

ترجمہ: باطل اس کتاب کے نہ سامنے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے یہ تو حکمت و تعریف والی ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

۲- إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ (الحجر: ۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے ہی اس کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں ۔:

۳- وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى۔ (النجم: ۴)

ترجمہ: وہ اپنی خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے یہ تو ایسا کلام ہے جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے

۴- قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ ۔ (یونس: ۱۵)

ترجمہ: فرما دیجیے: میں اپنی طرف سے قرآن میں تبدیلی کا حق نہیں رکھتا، میں تو اپنی طرف وحی کردہ کا اتباع کرتا ہوں۔

۵- وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۔ (الاسراء: ۷۳)

ترجمہ: اور جو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے کفار آپ کو اس سے پھیرنا چاہتے تھے تاکہ آپ ہم پر کسی غیر کی باتیں منسوب کریں اور آپ کو وہ اپنا دوست بنا لیں۔

۶- فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔ (الحج: ۵۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (سامعین) کے دلوں سے شیطانی القاء کو مٹا دیتا ہے پھر اپنی آیات کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۷- كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۔ (الکھف: ۵)

ترجمہ : کتنی بڑی بڑی بات ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ بولتے ہی جھوٹ ہیں۔

عقلی دلائل

☆ درس توحید کے داعی کبھی بھی بتوں کی عظمت اور رفعت کے گیت نہیں گاتے۔

☆ اگر آپ مشرکین کی دلجوئی کے لیے بتوں کی تعریف کرتے تو کفار آپ کو اذیتیں کیوں دیتے ،آپ رات کی تاریکی یا خلوت میں نمازیں کیوں ادا فرماتے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی ضرورت کیوں پیش آتی ؟؟؟؟

☆ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ ایسا کرتے تو آج اسلامی تعلیمات محفوظ نہ ہوتیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت و امامت میں اسلامی تعلیمات کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے،کوئی یہودی وعیسائی اور کافر ومشرک اسلامی تعلیمات کا مقابلہ آج تک نہیں کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکے گا اور نہ ہی کوئی اس میں تحرف وتبدیلی کی طاقت رکھتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ واقعہ نہ سنداً صحیح ہے نہ متناً ومفہوماً بلکہ یہ لاعلمی یا سستی وغفلت کا نتیجہ ہے اس کو محدثین ومفسرین نے باطل قرار دیا ہے ہاں اگر کوئی گھ جوڑ کر کے اس کو سنداً صحیح قرار دینے کی ناکام کوشش کرے گا تب بھی یہ واقعہ قابل قبول نہیں ہوگا کیوں کہ یہ قرآنی آیات بینات کے مفاہیم سے ٹکراتا ہے ویسے بنظر غایر دیکھنے سے جو بات میری دانست میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ وحی الٰہی یعنی قرآن وسنت میں کہیں بھی ٹکراؤ نہیں ہے اگر یہاں نظر آرہا ہے تو یہ واقعہ درست نہیں بلکہ باطل، باطل اور باطل ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف اور بائبل سے ماخوذ ہے؟؟۔ مستشرقین کا الزام

مستشرقین (یہود و نصاریٰ) میں سے بعض نے اپنے باطل نظریات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کہ قرآن کریم اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف ہے نیز قرآن کریم تورات و انجیل سے ماخوذ ہے لیکن ایسی جامع و ہمہ گیر اور عالمگیر کتاب جس میں تمام تر معاشی و عمرانی، سماجی و معاشرتی، تہذیبی و ثقافتی، اقتصادی و تجارتی، مذہبی و روحانی، تعلیمی و دینی تعلیمات موجود ہیں، جس میں ہر چیز کا بیان ہے، جو موجودہ تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے، تمام قوانین و احکامات کا بنیادی مصدر ہے، جس کے نزول کا سبب ہی ناتمام تعلیمات کی تکمیل ہے، وہ کسی راہب یا پوپ و پادری سے ماخوذ کیسے ہوسکتی ہے، جس کا اسلوب بیان، جس کی فصاحت و بلاغت ہر فصیح و بلیغ کو عاجز کر دینے والی ہے، جس کی ماضی و حال اور استقبال کی سچی خبریں حیران کر دینے والی ہیں، عہد نزول سے آج تک جس کی مثل لانا یہود و نصاریٰ کے بس کی بات نہیں، جو عہد نزول سے عصر حاضر تک ہر مسئلہ کا حل پیش کرتی ہے، جو غیر محرف و مبدل ہے، جو تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے، جو دنیا کے تمام نظاموں کے لیے رہبر و رہنما ہے، جس کی قرأت سن کر ہی لوگ سر بسجود ہو جاتے ہیں۔

جس طرح ابو عبیدہ فرماتے ہیں:

أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ [الحجر: 94]

فَسَجَدَ وَقَالَ: سَجَدْتُ لِفَصَاحَتِهِ.... وَسَمِعَ آخَرُ رَجُلًا يَقْرَأُ: فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا [يُوسُف: 80] فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مَخْلُوقًا لَا يَقْدِرُ عَلَى مِثْلِ هَذَا الْكَلَامِ. (التحریر والتنویر ۳/۱۵۴)

ترجمہ: ایک اعرابی نے ایک شخص سے سنا وہ تلاوت کر رہا تھا {فاصدع بما تؤمر وأعرض عن المشركين} تو سجدے میں گر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس کی فصاحت کی وجہ سے سجدہ کیا ہے، اور دوسرے شخص نے قرأت سنی { فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا } تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس طرح کے کلام پر مخلوق قادر نہیں ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فہم وفراست کے علمبردار، نڈر اور طاقت ور شخصیت تھے، انہوں نے جب قرآن کریم سنا تو کفر کی تاریکیوں کو خیر آباد کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے سوچنے کی بات ہے کہ اتنے غیض وغضب کی فاروقی حالت کو کس قدر با اثر کلام نے نرم وملائم کر کے اسلام کا داعی بنا دیا؟۔

یہ وہی کتاب ہے جس کا ادراک کرنے پر یہود ونصاری قادر ہی نہیں، جس کی تاثیر سے یہود ونصاری خوف کھاتے تھے اور لوگوں کے راستے میں بیٹھ جاتے تاکہ کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ چلا جائے اور آپ سے قرآن کریم کو نہ سن لے، جب ان کے سامنے آیات تلاوت کی جاتیں تو بغض عناد سے کہتے تھے:

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ۔ (الانفال: ۳۱)

ترجمہ: ہم نے سن لیا ہے ہم چاہتے تو یہ کہتے کہ یہ پہلوں کے قصے ہیں۔

توان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۔ (الاسراء:۸۸)

ترجمہ: فرمادیجیے: اگر جن وانس اس قرآن کی مثل لانے پر اکٹھے ہو جائیں تو ایک دوسرے کے مددگار بن کر بھی اس کی مثل لانے پر قادر نہیں۔

پھر فرمایا:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ () فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ ۔ (ھود:۱۵)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں آپ نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے، آپ فرمادیں پس تم اس گھڑی ہوئی کتاب کی دس سورتوں کی مثل ہی لے آؤ جس کو مرضی ہے اللہ کے سوا بلاؤ اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر وہ نہ جواب دے سکیں تو جان لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے نازل کیا گیا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۔ (البقرۃ:۲۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں اس قرآن کو ہمارے اپنے بندے پر نازل کرنے میں کوئی شک ہے تو اس کی ایک سورت کی مثل ہی لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے گواہوں کو بلالو

اگر تم سچے ہو۔

لیکن کسی میں ہمت نہ تھی کہ کلام اللہ کے مقابلہ میں کوئی کلام لے کر آتے اور نہ ہی آج تک کوئی اس کی مثل پیش کر سکا ہے۔

جب اس کی مثل ہے ہی نہیں تو پھر کسی مخلوق کا کلام ہونے کا دعوی باطل و بیکار ہے، جو یا تو جہالت پر مبنی ہے یا تعصب کا نتیجہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ:

☆ اگر قرآن کریم مخلوقی تصنیف ہوتا تو آج ڈیڑھ ہزار سال گزر جانے کے باوجود کفار و مشرکین اور یہود و نصاری اس کی مثل لانے پر قادر کیوں نہیں؟

☆ قرآن کریم کی حال واستقبال کی خبروں اور مشاہداتی عمل کا انکار کرنے پر قادر کیوں نہیں؟

☆ ورقہ بن نوفل کی دو بار کی مختصر ملاقات سے کیسے قرآن کریم ماخوذ کیا حالانکہ ان کی دوسری ملاقات پہلی وحی کے نزول کے وقت ہوئی، تو تیرہ سالہ مکی اور دس سالہ مدنی دور کے واقعات اور احکامات اور قوانین کا تعلق ورقہ بن نوفل کے ساتھ کیسا ہوگا؟

☆ دو دفعہ کے مختصر سفر شام میں جس میں ابھی تک نزول وحی کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا اس میں عیسائی راہبوں سے قرآن اخذ کرنا کیسے ممکن ہے۔؟

اور پھر یہ کہنا تو ہے ہی جہالت کہ: قرآن کریم تورات وانجیل سے ماخوذ ہے، عہد نامہ قدیم تو ہے ہی زبوں حالی کا شکار، جبکہ قرآن کریم ہر دور کے تقاضوں کو

پورا کرتا ہے، یورپین خود کہتے ہیں کہ: عہد نامہ قدیم کے قدیم ہونے کی وجہ سے اس کو نصاب سے خارج کردیا جائے۔

ڈاکٹر مو یس کہتے ہیں:

I had to acknowledge the evidence in front of me. The Quran did not contain a singl statement that was questionable from a modern scientific point of view. (The Bible , The Quran and Science, P: 8)

ترجمہ: میرے علم کے مطابق جو گواہی میرے سامنے موجود ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم صرف ایک تحریر نہیں ہے بلکہ جدید سائنسی نظریہ کا مکمل حل ہے۔

لہذا یہ نظریہ اور دعوی باطل ہے کیونکہ قرآن کریم ہی اس دور کے مطابق جامع و کامل کتاب ہے اس کے علاوہ اس نظریہ اور دعوی کا بطلان واضح ہے کیونکہ تورات میں تحریف اور تبدیلی کر دی گئی ہے جس طرح آورٹن باسل (Overton Basil) کہتا ہے:

The Pentateuch is the product of various writers who lived many hundreds of year after Moses is supposed to have lived.

(Seventy short sermons, P:15)

ترجمہ: تورات کوتبدیل کرنے میں کئی لوگوں کا ہاتھ ہے جن کے متعلق خیال ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کے کئی سو سال بعد پیدا ہوئے۔

قرآن کریم کا تورات سے ماخوذ ہونا اس لیے بھی ناممکن ہے کیونکہ قرآن کریم میں اختلاف اور تحریف نہیں کی گئی اور قرآن کریم ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہے لیکن تورات کو تبدیل کر دیا گیا ہے مختلف نسخوں (عبرانی، یونانی، سامری نسخہ جات) میں بد یانتی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور طوفان نوح کی درمیانی مدت میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے:

☆عبرانی نسخہ 1656 سال ☆یونانی نسخہ 2262 سال

اور سامری نسخہ میں 1307 بتائے گئے جس سے صراحتہ معلوم ہو رہا ہے کہ بہت بڑا اختلاف موجود ہے۔

اسی طرح طوفان نوح کی مدت میں بھی اختلاف ہے:

☆عبرانی نسخہ میں 40 دن ☆یونانی میں 40 دن کے ساتھ رات کا بھی ذکر ہے۔

اس کے علاوہ کئی معاملات ایسے ہیں جن میں شدید اختلاف پیدا کر دیا گیا ہے، کبھی الفاظ کو حذف کر دیا گیا اور کبھی اضافہ کر دیا گیا اور کبھی الفاظ کو ہی تبدیل کر دیا گیا۔

جس کی گواہی خود قرآن کریم نے دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۔ (البقرہ: ۷۵)

ترجمہ: کیا تمہیں یہ امید ہے کہ وہ تمہیں مان لیں گے حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ کا کلام سنتے ہیں، پھر سمجھنے کے بعد اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں حالانکہ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۔ (البقرة: ۷۹)

ترجمہ: ہلاکت ہے ایسے لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب (تورات و انجیل) لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ وہ اس کے ذریعے سے پیسے کما سکیں پس اس کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھنے کی وجہ سے ہلاکت ہے اور ان کی کمائی کی وجہ سے بھی ان کے لیے ہلاکت ہے۔

اس قدر تورات میں تبدیلی وتحریف کے بعد جس کو قرآن کریم نے بھی عہد رسالت میں واضح فرما دیا کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اسلامی تعلیمات کو تورات سے اخذ فرماتے لہٰذا قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا محفوظ کلام ہے جو امت مسلمہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر بذریعہ وحی اتارا گیا جس میں تا قیامت تبدیلی کا تصور تک بھی ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک تعصب ہے جس کے پیچھے ایک

سوچ کارفرما ہے کہ جس طرح تورات کو مشکوک بنایا گیا اسی طرح قرآن کریم کو تورات سے منسوب کر کے مشکوک بنا دیا جائے لیکن ایسا نہ ہونے دیا گیا اور نہ ہی ہونے دیا جائے گا۔

جس طرح قرآن کریم کا تورات سے ماخوذ ہونا ناممکن ہے اسی طرح انجیل سے ماخوذ ہونا بھی ناممکن ہے کیونکہ انجیل میں بھی شدید اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے۔

متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت ابراہیم تک بیالیس ((42 پشتیں ہیں لوقا میں چوون (54) ہیں۔

اس طرح کی اور کئی مثالیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم سابقہ کتب سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ ان کی تصدیق کرنے والی سچی کتاب ہے۔

کلائن (Klein) لکھتا ہے:

That he did not ,however possess any part of old or new testament from wich he might have drived much of his information ,is pretty certain.

The Religion of Islam: p.21

ترجمہ: آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس عہد نامہ قدیم یا جدید میں سے کچھ بھی نہیں تھا جس سے قرآن کے لیے معلومات حاصل کرتے۔

لہذا بعض متعصب مستشرقین کا قرآنی مخالفت میں واویلا کرنا کسی طرح

بھی اسلامی تعلیمات پر مؤثر ثابت نہیں ہوسکتا اور ان کا قرآن کریم پر وار ہمیشہ رائیگاں جائے گا کیونکہ ان کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں ،بعض مستشرقین کی اسلامی حمایت متعصب مستشرقین کے متعصّبانہ اطوار کومنظر عام پر لے آتی ہے۔جس کے سبب ان کی چالیں اور مکر وفریب نا کام ہوجاتے ہیں۔

قرآن کریم کی جمع وتدوین پر مستشرقین کا اعتراض

اعتراض: قرآن کریم عہد رسالت میں جمع نہیں کیا گیا بلکہ عثمان غنی کے عہد میں جمع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس کی جمع وتدوین مشکوک ہے۔

جواب: حفاظت وتدوین قرآن کریم کی دوصورتیں ہیں:

بذریعہ حفظ

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم یاد کروایا، آپ ﷺ حضرت جبریل امین کے ساتھ ہر رمضان المبارک میں دہرائی کرتے اور آخری رمضان المبارک میں آپ ﷺ نے دوبار دہرائی کی۔رسول اللہ ﷺ بھی اسی ترتیب سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے جولوح محفوظ میں موجود تھی۔

جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ۙ فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ۔ (البروج: ۲۱)

ترجمہ: بلکہ یہ قرآن مجید لوح محفوظ میں موجود ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام علیھم الرضوان مضبوط اور کمال درجہ حافظہ رکھتے تھے،صحابہ کرام

میں حفاظ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جن میں چند حفاظ صحابہ کرام کے نام درج ذیل ہیں:

ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابو طالب، جعفر بن ابو طالب، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، ابی بن کعب، ابو ایوب انصاری، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، عبداللہ بن رواحہ، عامر بن فھیرہ، ارقم بن ابو الارقم، خالد بن زید وغیرہ۔

جبکہ بئر معونہ اور یمامہ میں ستر، ستر قراء شہید ہوئے اور یمامہ میں سات سو حفاظ شہید ہوئے۔

بذریعہ کتابت

بنیادی طور پر قرآن کریم کی کتابت میں جمع و تدوین کے تین ادوار ہیں ۔عہد رسالت، عہد صدیقی اور عہد عثمانی ۔ان میں فرق یہ ہے کہ عہد رسالت میں مختلف اشیاء مثلاً کھجور کے پتے، پتھر اور ہڈیوں وغیرہ پر لکھ کر جمع کیا گیا بعد ازاں عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں دو گتوں کے درمیان جمع کر دیا گیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مسعود میں باقاعدہ ایک ہی قرآت میں اتفاق کر کے اسے شائع کر دیا گیا جو آج ہمارے سامنے ہے۔یقینا یہ ان حضرات القدس کی اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا تھا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بڑے واضح الفاظ کے ساتھ قرآن کریم میں فرما دیا:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ (القیامۃ:۱۷)

ترجمہ: بے شک اس قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہی ہے۔

جس ترتیب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں قرآن کریم سینوں میں جمع و مدون تھا وہ ہی جمع وتدوین آج بھی سینوں اور کتابوں میں محفوظ ہے نہ اس ترتیب کو عہد صدیقی میں بدلا گیا اور نہ ہی عہد عثمانی میں اور نہ ہی اس کے بعد، ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاصہ یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کرام کی جماعت کو ایک قرأت پر جمع فرمادیا پھر قرآن کریم کو شائع کرنے کی خدمت سر انجام دی۔ یہ وہ ہی ترتیب ہے جو لوح محفوظ میں تھی اور رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام کے سینہ اقدس میں تھی۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا امکان موجود نہیں ہے۔

کیونکہ عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مکتوب نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا آپ نے صحابہ کرام کے اجماع سے اس کو قریش کی قرأت میں تمام گورنروں اور سالاروں کی طرف مختلف نسخوں کی شکل میں بھیجا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جامع القرآن ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے تمام حفاظ صحابہ کرام کو اکٹھا کر کے ان سے آیات لکھوائیں یا جمع کیں بلکہ حضرت حفصہ کے پاس محفوظ نسخہ کی صحابہ سے تصدیق کے بعد ایک قرأت میں پوری دنیا تک پہنچایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن کریم کو جمع و مدون کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ صحابہ کرام کو ایک قرأت پر جمع کرنے کی وجہ سے جامع القرآن کہلائے۔

جمع قرآن کریم کی جد و جہد پر تاریخ کے اوراق شاہد ہیں جو کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں اس لیے اس پر روایات کی شکل میں دلائل ذکر کرنا ضروری نہیں سو جو ہم نے قرآنی آیت ذکر کی وہ اور جمع و تدوین کی تاریخ اسلامی روز روشن کی طرح واضح ہے لہذا اس کی جمع و تدوین پر کسی قسم کا اعتراض وارد ہو گا نہ اس کی کوئی اہمیت ہو گی۔ کیوں کہ اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام موجود ہی نہیں اور نہ ہی اہل اسلام نے کبھی اس پر بات کی سو اس استشراقی فکر کو مبنی بر جہالت، ہٹ دھرمی اور اسلام دشمنی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے گا۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۔ (القیامۃ:١٧)

ترجمہ: بے شک اس قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہی ہے۔

قرآن کریم دہشت گردی پھیلاتا ہے؟؟ مستشرقین کا الزام

اعتراض: قرآن کریم دہشت گردی پھیلاتا ہے۔

اس اعتراض کے جواب سے پہلے جہاد اور دہشت گردی میں فرق واضح کیا جاتا ہے تاکہ نفس مسئلہ کھل کر سامنے آجائے۔

جہاد کا معنی

جہاد کا لغوی معنی جد جہد کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکامات کی سر بلندی کے لیے جد جہد کرنے کا نام جہاد ہے۔

مقصد جہاد

مقصد جہاد یہ ہے کہ: تمام تر قتل و غارت گری، فتنہ پرستی، کرپٹ نظام، عدم مساوات، ظلم و ستم، زندہ درگوری، قبائلی منافرت ، جبر مسلسل، ذات پات کا تصور، ناحق طریقہ کی پیروی، گویا ہر خرابی کا سد باب کرنا۔جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ۔ (البقرة:۱۹۳)

ترجمہ: اور تم ان سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ کو مات ہو جائے اور نظام خدا وندی کا ہی نفاذ ہو پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی کی اجازت صرف ظالموں کے لیے ہے۔

دہشت گردی

دہشت گردی کا مفہوم یہ ہے کہ: ہر طرف خوف ہراس پھیلانا، ماحولیاتی بے سکونی، امن کو تباہ کردینا وغیرہ۔

اسلام دہشت گردی کے سخت خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فساد کو نا پسند فرمایا ہے۔ فرمایا:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۔ (البقرة: ۲۰۵) ترجمہ: اور اللہ فساد کو نا پسند کرتا ہے۔

وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ (المائدة: ٦٤)

ترجمہ: اور لوگ زمین میں فساد کرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نا پسند کرتا ہے۔

اسلام اور کفر کے قتال میں فرق

جس طرح ماقبل میں جہاد اور دہشت گردی میں مختصر فرق واضح کیا گیا ہے اسی طرح ذیل میں اسلام اور کفر کا طریقہ قتال احاطہ تحریر میں لایا جائے گا تا کہ مزید جہاد اور دہشت گردی کا فرق واضح ہو سکے۔

اسلام کا قتال

تاریخ گواہ ہے کہ تمام غزوات میں چند سینکڑے کفار قتل ہوئے وہ بھی اپنی غلطیوں، حملوں اور لڑائی میں پہل کی وجہ سے، ایسی کوئی لڑائی، قتال یا جنگ نہیں جس میں مسلمانوں نے پہل کی ہو، غزوہ بدر ہو یا غزوہ احد، حنین ہو یا خندق کفار نے ہمیشہ پہل کی اور یہود و نصاریٰ کی سازشیں کسی سے پنہاں نہیں وہ گاہے بگاہے

رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتے ، کفار کے ساتھ مل کر پروپیگنڈے کرتے ، لڑائی میں شریک ہوتے ، کفار کو مسلمانوں کی مشغولیات سے آگاہی دیتے ، اسلام پر جسمانی اور فکری حملے کرتے ، چونکہ اس وقت کفار و مشرکین کی مانند یہود و نصاریٰ اتنے مضبوط نہیں تھے اس لیے وہ زیادہ تر منافقانہ چالیں چلتے تھے ،لیکن اسلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی زور لگاتے ، مسلمانوں کا قتال ہمیشہ کسی سازش کے جواب میں ہوا ، یا تو دفاعی جنگ لڑی گئی یا پھر کفار و مشرکین اور یہود و نصاری کی خرابیوں کا سد باب کرنے کے لیے ایسے اقدامات کیے گئے ، تاریخ مکہ گواہ ہے کہ اسلام اپنے دامن کو بے جا خون سے آلود نہیں ہونے دیتا ، فتح مکہ کے موقع پر غلبہ اسلام کے باوجود کوئی شخص قتل نہیں کیا گیا ، بلکہ کفار کو امان دی گئی ، حالانکہ تاریخ مکہ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ مسلمانوں پر کس قدر ظلم و ستم ڈھائے گئے ، تپتے ہوئے ریگستان کو تختہ زار بنا دیا گیا ، اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے ، قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلاء رکھا گیا ، مکہ میں مسلمانوں کے دخول پر پابندی لگائی گئی ، لیکن اتنے ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے جانے کے باوجود سفیرِ امن ، ہادی و رہبر ، سرُ ور و سرور ، آفتاب نبوت ، ماہتاب رسالت ، رسول امین ﷺ نے امن و سلامتی کی مثال قائم کر کے تاریخ رقم کر دی کہ دامن اسلام ، امن و سلامتی کے لیے کتنا وسیع و عریض ہے ، فتح مکہ کے موقع پر کفار کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہنے دیا ، تمام غزوات میں عورتوں ، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ قتال سے منع فرما دیا ، عزتوں کی پامالی کو سختی سے روک دیا ، اور اس بات سے ہر شخص آشنا ہے کہ جنگیں حالت غضب میں ہوتی ہیں لیکن

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوات میں صبر کا وہ مظاہرہ کیا کہ جس کی دنیا مثال ہی پیش نہیں کر سکتی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خُلُق قرآن ہے اور قرآن امن و سلامتی کا درس دیتا ہے، لیکن جس طرح تاریخ، اسلام کے صبر کے مظاہروں کو اپنے دامن میں لپیٹے ہوئے ہے ایسے ہی تاریخ، یہود و نصاریٰ کے ظلم ستم سے بخوبی آگاہ ہے، اوراق تاریخ کی سرخی یہود و نصاریٰ کی کارستانیاں ہیں، یروشلم کی تباہی و بربادی کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں جب ایٹمی طاقت سے اسے ملیا میٹ کر دیا گیا اسلام کے تمام معرکہ جات ایک طرف اور یہودیوں کی یروشلم کی داستان ظلم ایک طرف، منصف خود فیصلہ کرتا ہے کہ اسلام اور قرآن کس قدر امن و سلامتی کا درس دیتا ہے، فلسطین اور فلسطین کے مسلمانوں کی حالت زار کس قدر سنگین ہے؟، عراق و افغانستان اور مسلمانوں کے ساتھ کیا نہیں کیا گیا؟، اور پاکستان کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو مکہ و مدینہ میں ایک بھی کافر و یہودی اور عیسائی نہ چھوڑتے لیکن سب کو تحفظ فراہم کیا اور اور قرآنی اصول کے نفاذ کو یقینی بنایا، عالم اسلام کی فضا کو خوشبوئے امن سے معطر و معنبر کر دیا۔

کفر کا قتال

کفر تو آغاز ہی سے گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کی نظر ہے، یہود و نصاریٰ کی فریبانہ چال ڈھال روز اول سے ہی منظر عام پر ہے، جن لوگوں نے بائبل کو بدل کر رکھ دیا، بائبل عہد قدیم و جدید میں اپنی خواہشات کو ملوث کر لیا، اپنی من مانیاں کر کے بائبل میں تحریف کر دی، ان سے اسلام کی بیگانگی کا تصور کیونکر نہ

ہوگا ،اسلام کو تو وہ آڑے ہاتھوں لینے کی کوشش کریں گے اس لیے یہود و نصاریٰ سے اسلامی حمایت کی توقع نہیں کی جاسکتی ، یہود و نصاریٰ کے شر سے اسلامی باشندگان کی حفاظت کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا ، نہ کل اور نہ آج ، صلیبی جنگوں کا آتش فشاں ، بیت المقدس پر ظالمانہ دھاوا ، عورتوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ ناروا سلوک ، راہنمائے اسلام کو چن چن کر قتل کروانا ، عراق و افغانستان کی جڑوں کو بارود سے کھوکھلا کر دینا ، مسلمانوں کو جور و ستم سے اپنا جسمانی و فکری غلام بنا لینا ، قتل و غارت گری کی انتہاء تک پہنچنا ، کیا یہ ہی تورات و انجیل کا درس ہے کیا یہی تعلیمات موسوی و عیسوی ہیں ، نہیں ایسا ہرگز نہیں یہ سب یہود و نصاریٰ کی تورات و انجیل ، تعلیماتِ خداوندی سے اجنبیت اور خواہش پرستی کی تاریک داستاں ہے جس میں نفسانی خواہشات نے یہود و نصاریٰ کی آنکھوں پر ظلم کی پٹی ڈال رکھی ہے ، اس داستان ظلم سے بڑھ کر اور دہشت گردی کیا ہوگی ، اب تو یہود و نصاریٰ کی رگوں میں بربریت کا خون دوڑتا ہے جو انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا ، مسلمانوں کے خون سے کھیلنا ان کا مشغلہ بن چکا ہے ، قرآنی تعلیمات کو دہشت زدہ کہنے والے اپنی دہشت گردی کو چھپانے کی خاطر قرآن کریم کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں ۔

حالانکہ قرآن کریم تو امن کا داعی ہے ، قرآن میں تمام تر سزاؤں کا تصور بھی امن کا داعی ہے ، دہشت گردی اور ظلم و ستم کا خاتمہ بھی امن کی دعوت دیتا ہے ، بلا شبہ جہاں قرآن کریم میں جہاد و قتال کا حکم دیا گیا ہے وہاں امن کے قیام کی بات کی گئی ہے ۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۔

(الانفال: ۳۹)

اور فتنہ کے اختتام تک ان سے قتال جاری رکھو اور سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے۔

کیا مغرب میں جرم کی سزا متعین نہیں ہے اگر باپ بھی اپنے بچے کو سزا دے تو اسے بھی جیل بھیج دیا جاتا ہے، ہر جرم کی سزا مقرر ہے اس کا صحیح نفاذ ہو یا نہ ہو اس لیے قرآن کریم نے تمام جرموں کی سزا مقرر کی ہے تا کہ امن کا قیام ممکن ہو سکے جہاد کا حکم بھی دہشت گردی کی روک تھام کے لیے دیا گیا ہے۔

قرآن کریم کتابِ قتال نہیں بلکہ کتابِ امن ہے، قرآن کریم کتاب انقلاب ہے، جس نے بہترین معاشرتی و معاشی تشکیل کی، اقوامِ عالم، قبائل، ذات و پات کے پر امن رہن سہن کے لیے طریقہ کار فراہم کیا، لوگوں کے جان، مال ،عزت، نفس اور نسل کو تحفظ فراہم کیا۔ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا کا اصول متعین کر کے انسانیت کو جلا و بقا بخشی۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا کے ساتھ دہشت گردی کے فروغ کے آگے بند باندھ دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں موجود احکام جہاد کا مقصد ظلم کی آگ کو ٹھنڈا کر کے معاشروں و مملکتوں میں سکون برپا کرنا ہے. جس نظریہ کے احباب نے اس سے مراد دہشت گردی لی ہے ان کو از سر نو اسلامی مطالعہ کی اشد ضرورت ہے بصورت دیگر ایسی سوچ جاہلانہ و متعصّبانہ شمار ہو گی۔ جس کی کوئی اہمیت نہیں۔

قرآن مجید کی تعلیمات میں جدت نہیں ہے اب وہ قدیم ہو چکی ہیں؟؟۔

عقل انسانی کا دائرہ محدود ہے، وحی الٰہی تک اس کی مکمل رسائی ناممکن ہے اس لیے مستشرقین کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ قرآنی وحی کا سلسلہ قدیم ہو چکا ہے اب کسی نئی وحی کے منتظر ہیں۔ یہ ایک انتہائی مضحکہ خیز بات ہے کیونکہ اگر کتاب جدید یعنی قرآن مجید ہی اگر قدیم ہو چکا ہے تو بائبل کی کیا حیثیت رہ گئی ہوگی یہود و نصاریٰ کو ایسی جاہلانہ باتوں سے گریز کرنا چاہیے لیکن یاد رہے ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہے، قرآن کریم کی تاثیر اور علوم و معارف کے خزائن کا فیضان عہد رسالت و خلافت میں جو تھا وہی آج بھی ہے حالات و زمانہ کے تغیر اور کائنات کی وسعت پذیری کو قرآنی فیضان کے چراغ کی قمقمیں روشن و منور کر رہی ہیں، انسانی عقل کے تنگ دائرہ اور قرآن کریم میں غور و فکر سے آزاد قلوب و اذہان علوم قرآنیہ کا فہم حاصل کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ افلا یتدبرون القرآن کا پیغامِ خداوندی ہی حقیقتِ وحی کو سمجھانے میں کردار ادا کر سکتا ہے، علمی سمندر میں غوطہ زنی کیے بغیر دعوی علم ایسے ہی ہے جیسے کوئی سمندر کے کنارے کھڑا ہو کر جواہر و لعل تک رسائی کا دعوی کر رہا ہو، جامع العلوم والحکم کتاب اللہ میں ہر شیء کا بیان ہے، عمیق نظری کے بغیر قرآنی رموز و اسرارات کا فہم حاصل کرنا ناممکن ہے، قرآن کریم کو قدیم کتاب کہہ کر عصر حاضر کے لیے ناکافی قرار دینا مستشرقین کی جاہلانہ اور متعصّبانہ روش ہے، قرآن کریم ہر دور کی ضرورت ہے آج تک ایسا کوئی عہد نہیں گزرا کہ جس کی ضرورت قرآن مجید سے پوری نہ ہو سکی ہو، قرآن کریم کی ضرورت و اہمیت اور

افادیت ہر دور میں مسلم رہی ہے، جملہ عوالم سے واقفیت حاصل کرنا کسی بشر کے بس کی بات نہیں، صرف کائنات کا خالق ہی جان سکتا ہے کہ دائرہ کائنات کس حد تک وسیع ہے اور اس کے لیے کن تعلیمات و معاملات کی ضرورت ہے، محدود زندگی اور محدود سانس کا حامل انسان بیچارہ لامتناہی ذات کے رموز و اسرار سے کیسے شناسا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کو جملہ علوم کا جامع قرار دیا جس طرح کے فرمایا:

وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ (یونس: ٦١)

ترجمہ: اور آپ کے رب سے زمین و آسمان میں ذرا برابر بھی کوئی چیز نہ بڑی نہ چھوٹی پوشیدہ ہے اور واضح کتاب میں سب کچھ موجود ہے۔

جدیدیت کا مفہوم

مستشرقین کہتے ہیں قرآن میں جدت نہیں اس لیے عصر حاصر کے لیے قرآنی تعلیمات ناکافی ہیں۔ خیال رہے لفظ جدید، قدیم کی ضد ہے جس کا معنی ہے نئی چیز اور جب عہد جدید کی بات ہو تو اس سے مراد نیا دور ہوگا، یہاں عصر جدید کی بات کی جارہی ہے اس لیے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عصر جدید کس کو کہتے ہیں ،عصر جدید ہر اس دور کو کہا گیا جس میں لوگ زندگی بسر کر رہے ہوں مثلا عہد نزول قرآن اور عہد رسالت و خلافت بھی اپنے دور میں جدید ہی کہلایا پھر پہلی صدی ہجری والوں کے لیے پہلی صدی ہجری جدید دور تھا، اسی طرح دوسری، تیسری، چوتھی اور

آج پندرہویں صدی والوں کے لیے بھی پندرہویں صدی جدید دور ہے اس لیے قرآن کریم نے ہر جدید دور کے لیے رہبر و راہنما کی حیثیت اختیار کیے رکھی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس عہد کے مسلمانوں کو قرآن کریم سے اس عہد کے مطابق رہنمائی حاصل نہ ہوئی ہو۔ آج ہمارے تمام مسائل ہمارے لیے جدید ہیں اور یہی مسائل کل والوں کے لیے قدیم ہو جائیں گے روز بروز مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے جو آیات بینات بیان فرمائیں وہ آج بھی ہماری نظروں کے سامنے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا نزول ہی ہمارے عہد کے لیے ہوا۔

ہماری جدیدیت ان چند معاملات سے باہر نہیں ہے:

معاشرتی، معاشی، تہذیبی وتمدنی، تجارتی، دینی و دنیاوی، مذہبی و روحانی اور سائنسی معاملات ان میں سے کوئی بھی ایسا معاملہ یا علم نہیں کہ جس کا بیان قرآنی اصول وضوابط میں نہ ہو، ہمارا یہ دعوی ہے کہ جو جدید ہے وہ قرآن میں ہے اور جو قرآن میں ہے ہر دور تا قیامت اس کی تفسیر ہے۔ ہر عصر جدید قرآن کریم کا محتاج ہے لیکن قرآن کریم کسی عصر کا محتاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ (الطور:٦)

ترجمہ: قسم ہے ابلتے ہوئے دریا کی۔

سوال یہ ہے کہ وہ ابلتا ہوا دریا کہاں ہے؟ کس کس نے اس تک رسائی حاصل کی؟ اور کس حد تک اس کی تحقیق کی گئی فرانسی کمپنیوں نے اس پر کچھ تحقیق کی مگر اس کی

حقیقت تک پہنچنے میں ابھی تک مکمل کامیاب نہیں ہو سکے بعض نے کہا کہ زیر زمین موجود انتہائی گرم پانی کی طرف اشارہ ہے اس تحقیق کے مطابق شاید و فار التنور اسی دریا کا چشمہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسی طرح قرآن کریم میں کئی ایسی مثالیں اور نشانیاں موجود ہیں جن کا ظہور ابھی تک نہیں ہوا اور کئی ایسی نشانیاں ہیں جن کی تحقیق میں جدید سائنس شب و روز کی ان تھک محنتوں سے مگن ہے، بہت سی ایسی نشانیاں ہیں جو ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور سائنسی ماہرین نے اس کو قرآنی معلومات کے عین مطابق قرار دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والبحر المسجور کی تفسیر کر کے اور آسانی پیدا فرما دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَرْكَبِ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا، وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا۔

المعجم الکبیر للطبرانی 584/13، مسند البزار 209/12، شرح السنة للبغوی 15/7

ترجمہ: دریا (بحری علاقہ) کا سفر صرف حاجی اور غازی کرے کیوں کہ دریا کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا ہے۔

اس فرمان مبارک میں سمندری اور دریائی معلومات فراہم کی گئی ہیں نیز حج اور جہاد کا ذکر کر کے اس جگہ کا تعین بھی کسی حد تک کر دیا گیا ہے، اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جن راستوں سے حاجی یا مجاہدین جہاد کے لیے جاتے ہیں وہ راستے نقصان دے نہیں ہیں۔ اگر قرآنی تعلیمات میں یہ جدت نہیں تو اور جدت

کس کو کہتے ہیں؟؟؟؟ ابھی کتنی ہی تحقیقات ہونا باقی ہیں بہت کچھ ظاہر ہونا باقی ہے۔خلق خدا عہد آدم سے آج تک پیدا ہوتی رہی اور مدت پوری کر کے جاتی رہی ،عہد رسالت سے آج تک یہی سلسلہ جاری ہے ۔قرآن کریم تو تا قیامت ہے ۔ابھی لوگوں نے آنا ہے، زمانے گزرنے ہیں، تحقیقات سامنے آنی ہیں، جوں جوں تحقیقات آتی رہیں گی حقانیت وصداقت قرآن کی ہر تحقیق پر مہر ثبت جاری ہوتی رہے گی ،لہذا عصر جدید کے باحیات لوگوں کو قرآن کے عدم تکمیل یا عصر جدید کے عین مطابق نہ ہونے یا قدیم ہونے کے فتوے لگانا زیب نہیں دیتا، کیونکہ انسانیت اور تخلیق کا تسلسل خود ہی مستقبل میں قرآن کریم کی تکمیل وجدت سے آگاہ ہو جائے گا قس بن ساعدہ نے کیا نقشہ کھینچا:

فی الذاهبین الاولین من القرون لنا بصائر

لما رأیت مواردا للموت لیس لها مصادر

ورأیت قومی یسعی الاصاغر والاکابر

لا یرجع الماضی الی ولا من الباقین غابر

ایقنت انی لا محالة حیث صار القوم صائر

پہلے زمانہ کے جانے والے لوگوں میں ہمارے لیے بصیرت والی عبرت ہے میں نے نہیں دیکھا کہ جس کو موت آئی ہو وہ پلٹ کر واپس آیا ہو۔ میں اپنی قوم کے چھوٹوں اور بڑوں کو جاتے دیکھا ۔ نہ ماضی میری طرف پلٹ کے آئے گا اور نہ ہی موجودہ لوگ باقی رہنے والے ہیں۔

مجھے بھی یقین ہو گیا کہ جو قوم کے ساتھ ہوا وہی میرے ساتھ ہو گا۔
آج سائنس نے قرآن کریم کی جدت کے آگے گھٹنے ٹیک دیے۔ قرآن تو اپنے اندر آفاقیت کو سموئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آفاقی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔ (حم السجدة:۵۳)

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو آفاق (جملہ عالم) میں اور ان کی ذاتوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ حق ان کے لیے واضح ہو جائے گا کیا آپ کے رب کا ہر چیز پر گواہ ہو جانا کافی نہیں۔

جس طرح عہد نزول قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نشانیوں کا ظہور ہو رہا ہے اسی طرح آج بھی ان کا اظہار کیا جا رہا ہے اور تا قیامت ایسا ہوتا رہے گا۔ مستشرقین ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قرآن کریم کی سچی خبروں اور پیشین گوئیوں کو جھوٹا ثابت نہ کر پائیں گے۔

کتب سماویہ اپنے اپنے دور کے لیے جامع و کامل تھیں مرور زمانہ کے ساتھ ہی اس عہد کے لیے تعلیمات کی ضرورت محسوس کی گئی، زبور کی تنسیخ تورات سے اور تورات کا نسخ انجیل سے کیا گیا کیونکہ زبور و تورات اور انجیل میں تحریف کر دی گئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ساتھ تمام سابقہ کتب و صحائف کو منسوخ کر دیا اور قرآن کریم کو ہر دور کی ضرورت بنا کر تا قیامت اس کی حفاظت کا

ذمہ خود اٹھا لیا۔ سابقہ کتب سماویہ کی تنسیخ اور قیامت تک قرآن مجید کا عدم نسخ بھی اس بات پر دلیل ہے کہ قرآن کریم کے اصول وقوانین اور دیگر تعلیمات کے ذریعہ سے مستقبل میں ہر عصر کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔ قرآن کریم کے اصول وقوانین کی ضرورت واہمیت اور افادیت کیا ہے ذیل میں اس کو بیان کیا جاتا ہے۔

اصول وقوانین کی ضرورت واہمیت وافادیت اور دائرہ کار

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی معاشرہ اصول وقوانین کے بغیر بے لگام گھوڑے کی مثل ہے، اصول وقوانین ہر معاشرے کا بنیادی عنصر ہیں، کوئی مذہب، کوئی ملت ،کوئی دین، کوئی قوم، کوئی جماعت، کوئی تنظیم، کوئی گروہ، کوئی قبیلہ، کوئی خاندان، کوئی ذات اصول وقوانین کا دامن تھامے بغیر درست سمت کا انتخاب نہیں کر سکتے۔ جہاں اصول وقوانین اور ضوابط کا پاس نہیں وہاں کا ماحول سازگار نہیں رہ سکتا، لڑائی جھگڑے، قتل وغارت گری، بے جا تسلط، زمینوں پر قبضے، حقوق اللہ اور حقوق العباد پر ڈاکے، عورتوں کے حقوق کی عدم پاسداری جیسی خرابیاں ہر روز پیدا ہوتی رہیں گی، کیونکہ بے لگامی سب سے بڑا بیگاڑ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ۔ (صحیح البخاری ۱۱/۳۰۳)

ترجمہ: جب حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔

اور بیگاڑ وفساد کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۔ (البقرۃ:۲۰۵) ترجمہ: اور اللہ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔

لہٰذا اصول وقوانین کا نفاذ معاشرے میں امن وسکون اور ترقی کے لیے لازم وضروری ہے اصول وقوانین کی حیثیت یہ ہوتی ہے کہ یا تو وہ حاکم ومقتدرِ اعلیٰ کی طرف سے عوام الناس کے لیے ہوتے ہیں یا حاکم وقت اور قانون ساز ادارہ کی طرف سے، اگر وہ قوانین مقتدرِ اعلیٰ کی طرف سے ہوں تو کسی کو اس میں تبدیلی یا اعتراض کی اجازت نہیں ہوتی، اس پر ایمان لا کر تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا کیونکہ مقتدرِ اعلیٰ ہی کائنات کا خالق ومالک ہے اور وہ ہی بہتر تدبیر کر سکتا ہے۔ اور قانون ساز ادارہ کی طرف سے بنائے ہوئے اصول وقوانین میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، کیونکہ ان میں عقل کو دخل ہوتا ہے اور مقتدرِ اعلیٰ کے بنائے ہوئے اصولوں میں وحی کو دخل ہوتا ہے اور وحی ماورائے عقل ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ اصول وقوانین معاشرے میں رہبرانہ کردار ادا کرتے ہیں، اس لیے قرآن کریم اصول وقوانین پر مبنی جامع وکامل کتاب ہے جس میں ایسے اصول وقوانین متعین کر دیے گئے ہیں جن میں ہر مسئلہ اور معاملہ کا حل بآسانی پایا جا سکتا ہے، حقیقی مقتدرِ اعلیٰ کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کے بغیر انسانی زندگی درست سمت کا انتخاب کر ہی نہیں سکتی، کیونکہ دنیا کا ہر قانون چاہے قانون روما ہو یا حمورابی، یونانی قانون ہو یا مصری، قدیم تہذیبیں ہوں یا جدید سب میں تبدیلی ہوتی رہی، کبھی لوگوں کی خواہشات کے مطابق اور کبھی عوام کے احتجاج کی وجہ سے لیکن قانون اسلامی ایک واحد قانون ہے جو ڈیڑھ ہزار سال سے آج تک اپنی اصل حالت پر برقرار ہے اور تا قیامت برقرار رہے گا۔ قرآن کریم اسلامی قانون

کے مصادر میں پہلا مصدر ہے جو مکمل اور بہترین نظام زندگی کے اصول وضوابط فراہم کرتا ہے، ہر نئے دور کی مشکلات کا حل انہی اصولوں میں موجود ہے، کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اصول وقوانین کی کتاب میں ہر ہر چیز کو ان کے ناموں کے ساتھ واضح کیا گیا ہو نیز ہر ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہو بلکہ ایسی کتاب سے اصول و قوانین کے ذریعہ سے مدد حاصل کی جاتی ہے، اس لیے یہ کہنا کہ قرآن کریم میں جدید مسائل کا ذکر نہیں، جدت کا بیان نہیں یہ کم فہمی ہے جس کا علاج صرف قرآنی علوم کا عمیق نظری سے مطالعہ ہے جب تک تعصب کی عینک اتار کر فطری نگاہ سے قرآنی جواہر کو تلاش نہ کیا جائے گا اس وقت تک ماورائے عقل کو عقل میں جگہ نہیں دی جا سکے گی قرآن مجید کی تو یہ شان ہی نہیں کہ وہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر بحث کرے یا اس کی وضاحت کرے بلکہ قرآن کریم کی یہ شان ہے کہ ایک ہی اصول کے تحت پورا پورا شعبہ راہنمائی حاصل کرے۔

پس کوئی مسئلہ پیش آنے کی صورت میں قرآنی اصول وقوانین کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس مسئلہ کا حل بآسانی پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن کریم ہر شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے۔

حضرت احنف بن قیس کو قرآن کریم کی آیت:

"لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"۔

(الانبیاء:۱۵)

ترجمہ: یقینا ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم

عقل نہیں رکھتے۔ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنا ذکر قرآن کریم میں تلاش کرنا شروع کردیا جب آپ اس آیت:

"وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ"۔ (التوبة:۱۰۲)

ترجمہ: اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا جو اچھے عمل برے اعمال کے ساتھ مل گئے تھے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے، رحم کرنے والا ہے۔ پر پہنچے تو فرمایا: یہی ہے قرآن مجید میں میرا ذکر۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان جب قرآنی آیات کی تلاوت کرتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ قرآن مجید اسی سے ہی مخاطب ہے اور اسی کی اصلاح وفلاح کے لیے نازل کیا گیا ہے، یہی وجہ سے کہ قاری جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے تو کبھی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے بہہ نکلتے ہیں اور کبھی مسکرا کر خیالات کا اظہار کرتا ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ھدی للناس اور ھدی للمتقین کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے کہ تجھ کو عطا جدّتِ کردار

قرآن کریم میں تضاد اور اختلاف ہے؟ مستشرقین کی کم فہمی

اعتراض: مستشرقین کا کہنا ہے کہ قرآن کریم میں تضاد اور اختلاف پایا جاتا ہے۔
جس طرح:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۔ (البقرة: ٢١٩)

ترجمہ: وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور منافع بھی ہے اور گناہ نفع سے بڑا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ۔ (النساء: ٤٣)

ترجمہ: اے ایمان والو حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ (المائدة: ٩٠)

ترجمہ: اے ایمان والو: بے شک شراب، جوا، نصب شدہ بت اور فال کے تیر پلید شیطانی فعل ہے تم اس سے بچو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

پہلی آیت میں شراب اور جوئے کا نفع اور نقصان دونوں بتائے گئے ہیں لیکن حرمت ثابت نہیں۔

دوسری آیت میں صرف حالت نماز میں ممانعت ثابت ہے مطلقا حکم نہیں ہے۔

تیسری آیت میں شراب اور جوئے سے منع کیا گیا ہے۔ان آیات میں کھلا تضاد اور اختلاف موجود ہے۔

جواب: ان آیات میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ اختلاف ہے بلکہ یہ اسلامی تعلیمات اور قرآن کریم کا حسن اور ترتیب ہے جس میں درجہ بدرجہ سہولت انسانی اور تدریجا احکامات کے نزول کا لحاظ رکھا گیا ہے، تاریخ اس پر گواہ ہے کہ شراب کو یکبارگی میں حرام نہیں قرار دیا گیا بلکہ پہلے اس کو نفع ونقصان سے تعبیر کر کے نقصان کی طرف میلان رکھا گیا پھر حالت نماز میں شراب کی حرمت کا حکم آیا اور پھر مکمل طور پر شراب سے روک دیا گیا یہ کوئی قرآن کریم کا عیب نہیں بلکہ انسانیت کے لیے نزول احکامات کا حسن اپنایا گیا ہے اور جامع اسلوب ونظم کے ساتھ امت مسلمہ پر عنایات کی گئی ہیں نیز لا اکراہ فی الدین کے قاعدہ کو ممکن بنایا گیا ہے اگر ہم ان آیات کی ترتیب توقیفی دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم کا حسن نظم ہے پہلی آیت سورۃ بقرۃ ،دوسری نساء اور تیسری مائدہ میں ذکر کی گئی ہے یہ حکم ایسے ہی ہے جیسے سات سال کے بچے کو نماز سکھانے اور دس سال کے بچے کو سختی سے نماز پڑھانے کا حکم ہے یہ اسلام کا ہی امتیاز ہے کہ انسان پر یک دم بوجھ نہیں ڈالا گیا بلکہ اس کی طبیعت ومزاج کا خیال رکھا گیا ہے ،چونکہ لذت اور نفسانی خواہشات انسانی جسم سے اتنی جلدی خروج نہیں کرتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اکثر احکامات کا مزاج انسانی کے مطابق نزول فرمایا ہے۔

مغربی مما لک میں جو حکم جوان شخص کے لیے ہیں وہ حکم بچے کے لیے نہیں ہے جس طرح بچے کا وظیفہ مقرر ہے لیکن جوان شخص خود کمانے کا ذمہ دار ہے، جب تحریک استشراق کا آغاز ہوا تو صرف عربی علوم کی طرف توجہ کی گئی پھر اسلامی علوم اور پھر دیگر علوم کی طرف ،اور مستشرقین نے جتنا بھی کام کیا ہے وہ تدریجا کیا ہے یکبارگی میں نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا طاقت بشری سے باہر ہے،اسی لیے اللہ تعالیٰ خالق ارض وسماء ہے وہ انسانی طبائع کو سب سے بہتر جانتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے احکامات کے نزول ونفاذ کے لیے قرآن کریم میں یہ اسلوب اختیار فرمایا ہے، بائبل کی کتاب پیدائش میں تخلیق کائنات کا جو انداز بیان کیا گیا ہے وہ بھی تدریجی ہے ، جتنے دنوں میں زمین وآسمان اور کائنات کی تخلیق ہوئی اور جس طرح آج تک تخلیقِ انسانیت کی تدریجی تشکیل موجود ہے جس طرح نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر پیدائش پھر بچپن، پھر لڑکپن ، پھر جوانی ، پھر بڑھاپا۔ اس لیے یہ اعتراض کسی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

قرآن کریم میں احکامات کی جو درجہ بندی کی گئی ہے وہ دو طرح کی ہے۔

☆ **مختلف احکامات میں تدریج:**

جس طرح پہلے نماز فرض کی گئی پھر زکوۃ اور روزے اور آخر میں دس ہجری کو حج فرض کیا گیا۔

☆ **ایک ہی حکم میں تدریج، جس طرح حرمت شراب کا حکم دیا گیا ہے۔**

مزید قرآنی تضاد کے اعتراض کی ایک مثال ذکر کی جاتی ہیں تا کہ اس کا قرآن کریم

سے ہی مثبت جواب دے کر مستشرقین اور معاندین کی دماغی گرہوں کو کھولا جا سکے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ۔ (حم السجدۃ: ۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین کی دو دنوں میں تخلیق کی۔

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۔ (حم السجدۃ: ۱۲)

ترجمہ: اس نے دو دنوں میں سات آسمان بنائے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔

(یونس: ۳)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں تخلیق کیا۔

ان آیات بینات میں جو تضاد نظر آرہا ہے وہ یہ کہ:

پہلی آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ زمین کی دو دن میں تخلیق ہوئی، دوسری آیت میں آسمانوں کی دو دن میں تخلیق ہوئی اور تیسری آیت میں زمین اور آسمانوں کی چھ دن میں تخلیق کی خبر دی جا رہی ہے جو واضح تضاد نظر آرہا کیونکہ دو اور دو چار ہوتا ہے چھ نہیں۔

یہ اعتراض بھی کسی اہمیت کا حامل نہیں کیونکہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے اصول کا فہم ضروری ہے ورنہ اسی قرآن کریم سے لوگ بدقسمتی کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۔ البقرة:26

اس کے ساتھ بہت گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت ہدایت پا جاتے ہیں

قرآن کریم کا ایک مسلم اصول ہے کہ اس کی آیات کہیں مجمل ہوتی ہیں اور کہیں مفسر، ایک جگہ مجمل اور دوسری جگہ اس کی تفسیر بیان کر دی جاتی ہے یہ بھی قرآن کریم کا حسن اور اعجاز ہے کیونکہ عربوں کا یہ خاص طریقہ رہا ہے کہ بتقضائے وقت اور حسن کلام کے لیے جہاں بات اشارے سے سمجھا دی جائے اس کو تفصیل سے بہتر جانا جاتا تھا جس طرح سورہ فاتحہ میں 'اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ () صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ '، میں ھم ضمیر کی مراد کو مجمل رکھا گیا ہے لیکن سورہ نساء میں اس کو "فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ [النِّسَاءِ: 69] " کے ساتھ تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۔ (یونس :۳)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔

اس آیت میں صرف زمین اور آسمانوں کا ذکر جن کی تخلیق کے لیے چھ دن بتائے جا رہے ہیں لیکن دوسری آیت میں اس کو کھول کر بیان کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِی سِتَّۃِ أَیَّامٍ ۔

(الفرقان: ۵۹)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں اور جو ان میں ہے چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔

یعنی **وما بینھما** کے ساتھ اس کی تفصیل بیان فرمادی کے دو دن زمین، دو دن آسمان اور دو دن باقی چیزیں۔

یہ جواب صرف الفاظ کے ظاہر کو سامنے رکھ کر دیا گیا ہے ورنہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے دنوں کی مدت کو سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے کیوں کہ ہر عہد کے اعتبار سے دن کی مدت مختلف ہوتی ہے۔ تخلیق کائنات سے پہلے سورج کے طلوع وغروب کے تصور کا ذکر تعلیمات خداوندی میں نہیں ملتا، اس لیے تخلیق کائنات سے قبل دنوں کا تعین ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اسی طرح اخروی ایام بھی ہمارے فہم سے بعید ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہُ أَلْفَ سَنَۃٍ ۔ (السجدۃ:۵)

ترجمہ: ایک دن میں جس کی مقدار ہزار سال ہوگی۔

لیکن آج ہمارے عہد کے ایک دن کی مقدار ہزار سال نہیں ہے۔ بلکہ یہ مستقبل کے لیے حکم ہے۔

لہذا قرآن کریم میں کسی قسم کا تضاد اور اختلاف موجود نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۔ (النسآء:٨٢)

ترجمہ: کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے علاوہ کہیں سے آیا ہوتا تو لوگ اس میں کثیر اختلاف پاتے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ (الانعام:١١٥)

ترجمہ: اور آپ کے رب کے کلمات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پورے ہو گئے اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم میں اختلاف وتضاد نہیں بلکہ حسن کلام کی لڑیاں ہیں ایسا عظیم الشان منظم اور حسین کلام کائنات کے اندر موجود نہیں جس کے ہر ہر کلمہ میں حکمتیں، حسن ونظم اور خوبصورتی ہی خوبصورتی ہے جو پڑھنے والوں کے لیے سکون و اطمینان اور کفر وشرک کی تاریکی کے لیے روشن مینار ہے جس اس کی حکمتوں اور گہرائیوں کا علم نہیں وہ بیچارہ کیا جانے کہ اس کتاب لاریب کا سورج تا قیامت چمکتا رہے گا باقی ہر روشنی اس کے سامنے ماندتر رہے گی۔ یہ حسین تر حسین اور حکمت در حکمت کا اعلیٰ ترین سرچشمہ ہے۔ سبحان اللہ العزیز

قرآن کریم میں تکرار ہے؟؟؟ مستشرقین کی کم دانی

اعتراض: قرآن مجید میں تکرار موجود ہے۔

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض مقامات پر قرآن کریم میں تکرار موجود ہے لیکن تکرار کے مقاصد اور حکمتیں سمجھنے کے لیے فصاحت و بلاغت، عربی کا صحیح فہم، تفقہ فی الدین، اور بیداری ءِ عقل وشعور کا ہونا لازم ہے ورنہ عربی زبان اس اجنبی کی سی حیثیت اختیار کرلے گی جس کو ہم جانے بغیر عیوب و نقائص اور کردار کشی کا ہدف بنالیں یا اس بے قصور شخص کو کسی تعصب کی نظر کردیں۔ قرآن کریم میں تکرار کی مختلف نوعیتیں ہیں:

ا۔ مکمل آیت میں ایک جیسے الفاظ کا بار بار لانا جیسے:

سورہ رحمن میں فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُما تُكَذِّبانِ۔ اکتیس مرتبہ آیا ہے آٹھ بار اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کے ذکر کے بعد، سات بار آگ اور عذاب کے ذکر کے بعد آیا ہے۔

اسی طرح سورۃ القمر میں وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ چار مرتبہ آیا ہے، اس میں مختلف اقوام کے کرتوت اوران کے عذاب کے ذکر کے بعد یہ فرمایا ہے جو ہر قوم کے ذکر کے بعد ایک یاداشت پیش کی گئی ہے۔ تاکہ ہر قوم کا الگ ذکر ہو اور علیحدہ علیحدہ اس کو یاد کروایا جاسکے، گویا کہ ہر موضوع پر ایک الگ فصل قائم کردی گئی ہے۔

۲۔ بعض حروف کی تبدیلی کر کے تکرار لانا جیسے:

جس طرح سورۃ الانعام میں فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ. (الانعام: ۹۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔

اور سورۃ یونس میں فرمایا:

وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔

(یونس: ۳۱)

ترجمہ: اور جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔

پہلی آیت میں مخرج المیت ہے اور دوسری آیت میں یخرج المیت ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ مخرج کا عطف اسم فاعل فالق پر ہے جس کی نسبت سے فعل کی بجائے اسم لایا گیا ہے جس سے فالق کی تفسیر کی گئی ہے یعنی بے شک اللہ تعالیٰ مردہ زمین سے اشجار و نباتات اگاتا ہے۔ یہ عربی کلام کا حسن ہے اور فصاحت و بلاغت کا حسین امتزاج ہے۔

مذکورہ مثالوں سے واضح ہوا کہ قرآن کریم میں جہاں بھی تکرار آیا ہے وہ کسی مقصد سے خالی نہیں یا عربی گرامر کا شاہکار ہے یا حکمتوں کا انبار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبلیغ فرماتے تو لوگوں کو سمجھانے اور کلام میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے ایک ایک جملہ تین تین بار ارشاد فرماتے جس کو لوگ پوری توجہ اور دلچسپی سے

سماعت کرتے ، اور آپ کے کلام مبارک کے انداز پر فدا ہوتے ، آپ کے بولنے کے وقت اور کسی کی آواز نہ آتی ، ہر طرف خاموشی چھا جاتی ، بڑے بڑے عربی دان اپنی فصاحت و بلاغت کو پاؤں تلے روند دیتے ، اور آپ کے انداز تکلم اور کلام میں محو و مگن ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ تکرار بعض مقامات پر کلام کا حسن ہوتا ہے ویسے بھی کلام میں تکرار کبھی کبھی تاکید اور مکمل توجہ مرکوز کروانے کے لیے لایا جاتا ہے۔

خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو کتابا متشابہا مثانی کے لقب سے ملقب فرمایا ہے، جس کا مطلب منظم، ملتا جلتا اور تکرار والا کلام ہے۔

جب دل میں محبت قرآن ہو تو فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُما تُكَذِّبانِ بار بار سننے سے ایمان کو تازگی اور فرحت نصیب ہوتی ہے اور بار بار نعمت خداوندی کا تذکرہ سن کر نعمتوں میں کھو جانے کو جی چاہتا ہے لیکن ضروری ہے کہ دل صاحب ایمان ہو بے ایمان نہ ہو۔

مزید اس فن اور اس کی حکمتوں کو سمجھنے کے لیے علامہ تاج القراء کرمانی کی کتاب اسرار التکرار فی القرآن کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن عرب شاعری کے دیوانوں سے ماخوذ ہے؟ مستشرقین کی جہالت

اعتراض: قرآن عرب شاعری کے دیوانوں سے ماخوذ ہے۔

جواب: قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر مستشرقین کی حیرت گم ہے کبھی تو قرآن کریم کو بائبل اور دیگر صحف سے ماخوذ شدہ قرار دیتے ہیں اور کبھی عرب شاعری کے دیوانوں سے لیکن نہ تو قرآن کریم تحریف شدہ بائبل سے ماخوذ ہے اور نہ مظلوم شعری دیوانوں سے ماخوذ ہے بلکہ یہ کلام اللہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل ہوا ہے۔

درج ذیل اشعار امری ءالقیس کی طرف منسوب کر کے ان کو قرآن کا مصدر قرار دے کر انتہائی لاشعورانہ انداز اپنایا گیا ہے۔

دنت الساعة وانشق القمر من غزال صاد قلبی و نفر

مر یوم العید بی فی زینة فرمائی فتعاطی فعقر

ان اشعار کا ذکر کر کے قرآن کریم کو ان سے ماخوذ ماننا عربی سے نا شناسائی کا اظہار ہے، عربی تاریخ اور عرب دانی کی گردن پر تلوار زنی ہے، نیز امری ءالقیس پر داغ داری ہے کیونکہ کسی بھی صحیح اور ثابت شدہ دیوان میں ان اشعار کی نسبت امری ءالقیس کی طرف نہیں کی گئی حتی کے یہ اشعار امری ءالقیس کے دیوان میں بھی موجود نہیں ہیں نہ نسخہ طوسی میں، نہ بطلیموسی میں، نہ سکری اور ابن نحاس میں۔ جن لوگوں نے ان اشعار کی امرءالقیس کی طرف نسبت کی ہے وہ عرب دیوانوں سے ناواقف ہیں امری ءالقیس کی طرف اشعار کو منسوب کرنا مابعد شعراء کا

وطیرہ بن چکا ہے خواہ ان کا مقصد خود کو شہرت یافتہ بنانا ہے، یا قدیم شعراء کو داغدار کرنا ہے، یا پھر اسلام اور قرآن کریم کی مخالفت کرنا ہے، لیکن محققین اور منصف مزاج شعراء کی نگاہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہوتا وہ ایسے لوگوں کے نبض شناس ہوتے ہیں، اس لیے صحیح اور سقیم کا فرق سمجھتے ہیں۔ حماد اور خلف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے اشعار کو قدیم شعراء کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ حماد کا کہنا ہے کہ کوئی ایسا شاعر نہیں ہے جس کی شاعری میں ہم نے اضافہ نہ کیا ہو۔

ان اشعار کی امریء القیس کی طرف نسبت صحیح نہیں، اور ویسے بھی ان اشعار کا تعلق شعراء سے مناسب نہیں کیونکہ ان میں اقتربت الساعۃ کا اصل مفہوم کیا ہے؟؟ اور وانشق القمر سے کیا مراد ہے؟؟ کیا ایسی شاعری عرب دیوانوں میں صحیح سند سے موجود ہے؟؟؟؟ خیال رہے جب بھی عرب میں اشعار معشوقوں اور محبوبوں کی طرف منسوب کیے گئے ہیں ان میں انشقاق قمر کا کوئی تذکرہ نہیں بلکہ وہ اپنے محبوبوں اور معشوقوں کے لیے قمر کی بجائے بدر کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور ویسے بھی انشقاق قمر کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہے جب آپ ﷺ نے جبل ابوقبیس پر چاند کے ٹکرے کر دیے ایسا واقعہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کبھی پیش نہیں آیا لہذا یہ اشعار قرآن کریم سے ماخوذ ہیں نہ کہ قرآن کریم ان سے ماخوذ ہے یہ اس لیے بھی کہ یہ اشعار عرب شعراء کی شاعری سے بھی مخالفت رکھتے ہیں اور حقیقت سے بھی کوسوں دور ہیں۔

امری ءالقیس کی طرف منسوب دوسرے اشعار کے بارے میں امام آلوسی رقمطراز ہیں:

یتمنی المرء فی الصیف الشتا۔۔۔فاذا جآء الشتا انکرہ فھو لا یرضی بحال واحد ۔۔۔۔۔قتل الانسان ما اکفرہ ۔

لا اصل لہ و من لہ ادنی معرفۃ بکلام العرب لا یجھل ان قائل ذلک مولد ارادالاقتباس لا جاھلی۔ (روح المعانی ۲۲/۱۸۶)

ترجمہ: اس کی کوئی اصل نہیں اور جو تھوڑا سا بھی کلام عرب کو جانتا ہے وہ ایسی بچوں والی حرکت نہیں کرے گا اور وہ اقتباس ہی لائے گا جاہلی شعراء کا کلام نہیں۔

تیسرے منسوب اشعار

⭑انامن قوم کرام یطعمون الطیبات

⭑بجفان کالجوابی و قدور راسیات

ان اشعار کے بارے میں ابن ابی الاصبع کہتے ہیں:

ان بعض الرواۃ ذکر انہ وضعہ بعض الزنادقۃ و تکلم علی الآیۃ الکریمۃ و ان امرء القیس لم یصح انہ تلفظ بہ۔ (تحریر التحبیر ص: ۴۸۶)

ترجمہ: بعض راویوں نے کہا ہے کہ اس کو بعض زنادقہ نے وضع کیا ہے اور آیت کریمہ پر کلام کیا ہے بے شک امری ءالقیس سے تلفظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔

لہذا ایسے اشعار کو قرآن کریم کا مصدر قرار دینا مبنی بر جہالت ہے یقینا یہود ونصاریٰ کی انیسویں صدی عیسوی کی بہت بڑی سازش کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے

ایسے اشعار کو قدیم شعراء کی شاعری اور دیوانوں میں داخل کر دیا جو قرآنی آیات سے ہی ماخوذ تھے اور پھر ان کو قرآن کریم کی اصل قرار دیا تا کہ لوگ دھوکہ میں رہیں اور ذہنی طور پر پریشان رہیں لیکن ایسا نہ ہو سکا اور نہ ہی ہو سکے گا جھوٹ کی مدت بہت قلیل ہوتی ہے اور سچ اپنی طوالت کی بنا پر ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

جو صورت حال امری ءالقیس کی طرف منسوب اشعار کی ہے وہ ہی امیہ بن الصلت اور دیگر شعراء کی ہے لہذا کسی طرح بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کریم کو عرب شاعری سے اخذ کیا گیا ہے۔

بلکہ بعض شعراء کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے اشعار میں وزن اور قافیہ کی سہولت اور اشعار کی مقبولیت کے پیش نظر قرآن کریم سے مدد حاصل کرتے تھے جس طرح کہ ابن داود جو 227ھ میں فوت ہوئے نے الزھرۃ میں خنساء کا شعر ذکر کیا ہے:

ابعد ابن عمرو من آل الشرید حلت به الارض اثقالها

فخر الشوامخ من فقده و زلزلت الارض زلزالها ۔

مستشرقین جو عربی ادب میں تحریف کے جرم کے مرتکب ہیں ان کو اپنے خیالات اور کارناموں کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے تا کہ تاریخ کو بدلا نہ جائے بلکہ کذب بیانی اور جھوٹ کو مات دے کر حقیقت حال سے آگاہی حاصل کی جا رہی ہے ۔

قرآنی قوانین قابل نفاذ نہیں؟؟ معترضین کی ہٹ دھرمی

اعتراض: مستشرقین کا اعتراض ہے کہ قرآنی قوانین قابل نفاذ نہیں ہیں۔

جواب: یہ اعتراض بھی انتہائی جاہلانہ ہے کیونکہ ایسا اعتراض وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی کسی کتاب سے علمی وابستگی نہ ہو ورنہ قرآن کریم تو قوانین اسلامیہ کا جامع ہے اور قوانین اسلامیہ کا پہلا مصدر ہے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے قوانین مرتب فرمائے اور انتظامیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب) نے ان کو نافذ کیا یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ کائنات کے تخلیقی و عملیاتی قوانین کو مرتب کرنا انسان کے بس کی بات نہیں آج اگر یہود و نصاریٰ کے قوانین کو دیکھا جائے تو اکثر قوانینِ مغرب اسلامی قوانین کی خیرات ہیں جیسے برٹش لاء (British Law) حضرت عمر بن خطاب کے عہد خلافت سے ماخوذ ہے جس کو بعض عمر کا قانون (Umar's Law) بھی کہتے ہیں اسی طرح انٹرنیشنل لاء (International Law) کا اکثر حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع سے ماخوذ ہے لیکن بد دیانتی یا نفس و خواہش پرستی کے پیش خیمہ قوانین کا تعلق قوانین اسلامیہ سے نہیں ہے کیونکہ اسلام ان نازیبا قوانین کی اجازت نہیں دیتا، کچھ قوانین اسلامیہ مغرب کے لیے دردسر بھی ہیں کیونکہ مغرب مادیت اور شخص پرستی کا قائل ہے اور وحی الٰہی کا تعلق روحایت اور مادیت دونوں کے ساتھ ہے جہاں روحانیت ہو وہاں کے قوانین میں نفس و خواہش پرستی کا تصور بھی نہیں ہوتا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ قوانین اسلامیہ کے نفاذ کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

ا۔ وحی الٰہی پر مبنی ہے ۔ ۲۔ حقیقی خالق کی حقیقی تعلیمات ہیں ۔ ۳۔ نفسانی خواہشات سے مبرا ً۔ ۴۔ من مانیوں سے اجتناب ۔ ۵۔ تمام قوانین کا جامع قانون ٦ ۔ تا قیامت غیر مبدل قوانین ٧ ۔ منصف قوانین ٨ ۔ دساتیر عالم میں سب سے اعلیٰ دستور

۹۔ امیر و غریب اور گورے کالے کے فرق کے بغیر قوانین ۔ ۱۰ ۔ عالمگیر قوانین جو قوانین ان صفات سے متصف ہوں وہی قابل نفاذ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قانون اسلامی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا ۔ (المائدة: ٣٢)

ترجمہ: جس نے کسی کو قصاص یا زمین میں فساد پھیلانے کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کر ڈالا۔ اور ساتھ ہی قاتل کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا

:

وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَاةٌ. (البقرة: ١٧٩)

ترجمہ: اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔

اور ساتھ ساتھ یہ بھی قاعدہ بیان فرمایا کہ:

يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ ۔ (البقرة: ١٨٥)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے نہ کہ تنگی کا۔

ایک طرف انسان کے قتل کو انسانیت کا قتل قرار دیا اور دوسری طرف اس برائی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کا ارادہ فرماتے ہوئے قصاص کو حیات قرار دیا۔ اور پھر ساتھ ہی بتایا کہ یہ تمہارے لیے ہی بہتر ہے کہ قاتلوں کو بے نقاب کر کے قرار واقعی سزا دینے سے قتل کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔ (یہ الگ بات ہے کہ کسی ملک میں اسلامی سزاؤں کا نفاذ نہ ہو) اسی طرح قرآن کریم میں فضائل اخلاق کی حوصلہ افزائی اور رزائل اخلاق کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے جس طرح: خواہش پرستی، کرپشن، چوری وڈکیٹی، ہتک عزت، چغل خوری، جاسوسی، کسی کا حق کھانا، کسی پر زیادتی کرنا، غیبت کرنا، گالی گلوچ وغیرہ سے سختی سے منع کیا گیا ہے نیز ان کی کسی نہ کسی ذریعہ سے سزائیں متعین کی گئی ہیں اور سچ بولنا، کسی کو اذیت نہ دینا، انصاف کرنا، خدمت کرنا، حقوق وفرائض کی ادائیگی پر انعامات کا تحفہ بخشا گیا ہے۔ نیز نکاح وطلاق اور وراثت وغیرہ کے تمام قوانین کو بیان کیا گیا ہے اور ہر قانون میں حکمتیں رکھ دی ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ قرآن کریم کے عدت کے قانون میں حکمت کے پیش نظر یہودی سائنسدان رابرٹ غیلم نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم پر گہری نظر رکھنے والے خود جانتے ہیں کہ قوانین اسلامیہ میں قرآن کریم کی کیا اہمیت ہے کوئی ایسا شعبہ حیات نہیں جس کے متعلق قرآن کریم سے قوانین کا حصول ممکن نہ ہو بلکہ قرآن کریم ہمیں ہر مسئلہ کا حل قانون کی صورت میں پیش کرتا ہے۔

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق
(اقبال)

درج بالا میں مستشرقین کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کے جوابات ذکر کیے گئے ہیں ذیل میں بعض مستشرقین سے عظمت و صداقت قرآن پر اقوال بھی نقل کر دیے گئے ہیں۔

عظمت وصداقت قرآن پر مستشرقین کے اقوال

یہ ان بعض متعصب اور معاندینِ قرآن مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے جوابات تھے، جن کی رگوں اور ہڈیوں میں اسلامی مخالفت رچ بس گئی ہے جس کی وجہ سے وہ قرآنی مخالفت کا زہر اگلتے ہیں، لیکن مستشرقین میں سے کچھ منصف مزاج انسان بھی موجود ہیں جنہوں نے کسی حد تک تعصب اور ہٹ دھرمی سے ہٹ کر قرآن کا مطالعہ کیا اور اس کی تعلیمات سے استفادہ کیا، صداقت وعظمت قرآن اور حقانیت قرآن کو بانگ دہل بیان کر دیا جس سے متعصب مستشرقین کی تردید ہوئی۔ ذیل میں چند مستشرقین کے عظمت وصداقت قرآن پر اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔

ہنری دی کاسٹری نے کہا:

انسانیت قرآن جیسا کلام لانے سے قاصر ہے۔

جارج سیل نے کہا:

قرآنی اسلوب بہت حسین و دلکش، شیریں اور پر وقار ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دل ودماغ پر اثر انداز ہے۔

ایلکس لوزن نے کہا:

قرآن بلاغت کا عجیب نمونہ اور اخلاقیات پر مبنی انتہائی مقدس کتاب ہے۔

ڈاکٹر شومبس نے کہا:

قرآن میں مضبوط نظم وربط اور حیرت انگیز بلاغت موجود ہے۔

موسیو بیرک نے کہا:

مضبوط، قابل فہم، اور آسان تعلیمات صرف قرآن مجید کا ہی خاصہ ہے۔

جارج حنا نے کہا:

قرآن دینی وقانونی اور فصاحت و بلاغت سے معمور کتاب ہے۔

ہرشفیلڈ نے کہا:

قرآن فصاحت و بلاغت اور جملہ علوم کا انسائکلو پیڈیا ہے۔

جیمز نے کہا:

قرآن سب سے آسان، سب سے زیادہ تلاوت کی جانے والی، اور پر تاثیر کتاب ہے۔

سیدیو نے کہا:

قرآن عام فہم اور بکھرے ہوؤں کو جوڑنے والی کتاب ہے۔

حوالہ جات کے لیے دیکھیے:

تاریخ العرب، بالقرآن اسلم ھؤلاء، القرآن الکریم من منظور غربی، دفاع عن الاسلام اور قصۃ الانسان وغیرھم۔

خلاصہ کلام

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر قرآن جیسی کوئی کتاب نہیں ہے جو صداقت وعظمت میں حرف آخر ہے دوپہر کے وقت چمکتا ہوا آفتاب ہے جس کے سامنے چراغ جلانا فضول اور نادانی وجہالت ہے، جس کا انکار پاگل پن اور دیوانگی ہے، قرآن کریم پر بے جا اعتراضات ٹکوسلا، ھبا منثورا، دیوانہ پن، پاگل پن، مجنونیت، تعصب، کم عقلی، کم علمی، کم فہمی، کجروی، جہالت، بیوقوفی، نادانی، بے جا سینہ زوری، تحکم، ظلم، علمی تشدد و بربریت، بداخلاقی اور بدتمیزی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ قرآن کی عظمت کے جھنڈے ڈیڑھ ہزار سال پہلے گاڑے جا چکے ہیں اور آج بھی پوری آب وتاب سے افق دنیا پر لہرائے جا رہے ہیں اور تا قیامت قرآن کا نور ساری دنیا کو روشن ومنور اور درخشندہ وتابندہ کرتا رہے گا۔

(ان شاء اللہ)۔

اللہ کریم ہمیں اس دنیا اور یوم آخرت اس کتاب لاریب قرآن حکیم، مجید، شریف، عظیم کا فیضان خاص اور شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عاجز فقیر پر تقصیر عاصی ندیم بن صدیق اسلمی
تاریخ ولادت: پانچ مارچ انیس سو اکیاسی (5 مارچ 1981ء)

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

مثلِ حق پنہاں و ہم پیدا ست ایں
زندہ و پائندہ و گویا ست ایں

صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست
عصرہا پیچیدہ در آنات اوست

آں کتابِ زندہ، قرآن حکیم
حکمت او لا یزال است و قدیم

نسخۂ اسرارِ تکوین حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

حرفِ او را ریب نے، تبدیل نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ للعالمین

رہزناں از حفظِ او رہبر شدند اے
از کتابے صاحبِ دفتر شدند

آنکہ دوشِ کوہ بارش برنتافت
سطوتِ او زہرۂ گردوں شگافت

حضرت اقبال علیہ الرحمۃ

مفتی ندیم بن صدیق اسلمی کی مطبوعات

سراجِ منیر پبلیکیشنز ادارہ سراجِ منیر پاکستان